رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی ہوگی

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

جلد ۱۴ نمبر ۴۱

الحکم

۷ دسمبر ۱۹۱۰

(قادیان دارالامان)

عوام سے ... ... ۔ ... ۔

خواص سے ... ... ۔ ... ۔

ہندوستان سے باہر ... ... ۔ ... ۔

غیر مذاہب اور
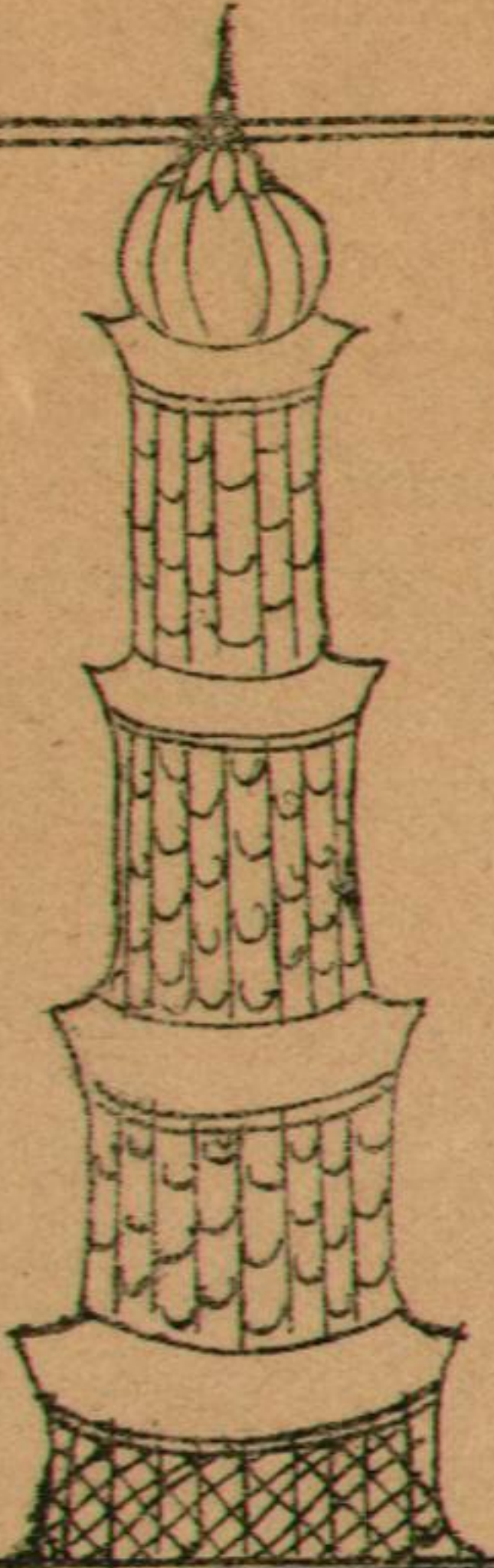
غیر مستطیع احباب

سے صرف ... ... ۔ ... ۔

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی

دو اینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو شایع ہوتا ہے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپ کر شایع ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح کا ایک خاص ارشاد

"حضورؑ باوجود ضعف و نحافت کے اپنی جماعت کو کچھ نہ کچھ بطور نصیحت فرماتے رہتے ہیں۔ چنانچہ آج ۹ نومبر ۱۹۱۱ء تیسرے پہر جب فاضل جلیل عالم نبیل مولانا مولوی محمد احسن صاحب امروہی اور ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب پرتاب گڑھ سے تشریف لائے اور حضرت کی خدمت میں عیادت کیواسطے حاضر ہوئے تو فرمایا مفتی محمد صادق کو بلاؤ۔ عاجز قدموں میں حاضر تھا عرض کیگئی کہ بندہ حاضر ہے ارشاد کیا کہ کاغذ قلم لو اور مفصلہ ذیل الفاظ لکھائے جو ناظرین کو جلد پہنچانے کے لحاظ خصوصیت کیساتھ اخبار میں شامل کئے جاتے ہیں۔ "ایڈیٹر"

فرمایا:۔ ابتلاء دنیا میں تین قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ قسم ہے جسکی نسبت اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اذ ابتلیٰ ابراھیم ربہ بکلمٰت فاتمھن (اور جب ابراہیم پر اسکے ربنے بعض باتوں سے ابتلاء ڈالا تو اسنے انکو پورا کیا) **دوسری** قسم وہ ہے جسکی نسبت اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وبلونٰھم بالحسنٰت والسیّئٰت لعلھم یرجعون (اور ہم نے ان کو دکھوں اور سکھوں کے ابتلا میں ڈالا تاکہ وہ رجوع کریں) **اور تیسری** قسم وہ ہے جس کی نسبت فرمایا ہے نبلوھم بما کانوا یفسقون (ہم ان کو ابتلا میں ڈالتے ہیں بسبب اسکے کہ انہوں نے فسق اختیار کیا) اللہ تعالےٰ نے اسلام میں حسن ظن کا حکم دیا ہے قرآن شریف میں آیا ہے یٰایھا الّذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرًا من الظنّ ان بعض الظنّ اثم اور حدیث شریف نے تو مطلقاً سوء ظن سے منع ہی کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے: ایاکم والظنّ فان الظنّ اکذب الحدیث **مجھ** پر جو ابتلاء اس وقت آیا ہے۔ یہ میرے لئے اللہ تعالےٰ کی طرف سے بڑی بڑی غریب نوازیوں۔ رحمتوں اور فضلوں کا نمونہ ہے اللہ تعالیٰ نے بہت سے دلوں کی حالت کو جنکے ساتھ محبت میرے لئے ضروری تھی مجھ پر ظاہر فرمادیا بعض ایسے نفوس ہیں جنکی مجھے خبر نہ تھی کہ وہ میرے ساتھ اور جماعت کیساتھ محبت کا کیا تعلق رکھتے ہیں لیکن اس بیماری میں جو خدمت رات دن انہوں نے کی ہے اس سے ان کے اخلاص کا اظہار ہوا ہے اور اللہ تعالےٰ نے ان نفوس کے صفات کو ظاہر کردیا یہ خدا تعالیٰ کی غریب نوازی ہے کہ وہ لوگ ایسی خدمت کر رہے ہیں میں ان تمام لوگوں کا جنہوں نے اسوقت میری ہمدردی کی ہے شکر گزار ہوں ہمارے دوست ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اور ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب اور ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب ان سب نے اسوقت جو ہمدردی کی ہے میں امید کرتا ہوں کہ اسکے عوض اس جہان میں بھی ضرور اور مجھ کامل امید ہے کہ عاقبت میں بھی خدا تعالیٰ انکو نعم البدل عطا کریگا وہ تمام لوگ جو کہ ہمدردی میں شامل ہوئے ہیں وہ یقین رکھیں کہ یہ خداداد قوت تھا اور ایسا موقعہ ہمیشہ نہیں ملتا زیادہ لاہور کے لوگوں میں سے میاں حسام الدین صاحب اپنی کنبہ کے خاص شکریہ کا مستحق ہے اس نے بڑا ملاپ اور بیماری کی حالت میں آکر وہ بہت ہمدردی کرتے رہے آخر میں عجائبات الٰہی کی بات ہے کہ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب صرف ہمدردی کے لئے بہت دور سے آئے ہیں اور اس سے زیادہ یہ کہ سید محمد احسن صاحب (امروہی) باین ہمہ پیری بیماری باین ضرورت خانہ داری عیادت کیلئے تشریف لائے ہیں یہ عیادت انشاء اللہ معمولی نہ ہوگی ہر ایک چیز خدا تعالےٰ کے حضور مراتب رکھتی ہے ایمان کے بھی مراتب ہیں اور کفر کے بھی مراتب ہیں شرک کے بھی مراتب ہیں اخلاص کے بھی مراتب ہیں۔ اسیطرح عیادت کے بھی مراتب ہیں میں انشاء اللہ سب کے واسطے دعا کرونگا اور خدا کے حضور ان سب باتوں کیواسطے شکریہ کرتا ہوں **فرمایا**۔ بعض لوگوں کو ظاہری خدمت کی توفیق نہیں ملی وہ دعا کریں اور میں امید کرتا ہوں کہ دعا کرتے ہونگے یہ بھی ہمدردی ہے اور عیادت میں داخل ہے اللہ تعالیٰ کا رحم ہر حال پر ہے میں اچھا ہوں۔ ڈاکٹر رشید الدین کو مخاطب کرکے فرمایا میں اچھا ہوں بہت شکر ہے اگر یہ ابتلا نہ ہوتا تو آپ کو عیادت کا ثواب کیونکر ہوتا **فرمایا** میرا دل مطمئن ہے اس ذات کے برابر مجھے کوئی محبوب اور پیارا نہیں نہ کوئی اس جیسا میرا حامی و مددگار ہے اس کا کرم اور فضل حد سے زیادہ میرے ساتھ شامل ہے ایسے وقت میں مجھکو اسنے ایسی ایسی جگہ سے رزق پہنچایا ہے انسان کا وہم و گمان نہیں پہونچ سکتا۔ گویا طب کے پیشے میں جو ستاری کی

لئے بند ہو جائیں گے۔ مُنہ زوری باغیانہ اور دل آزار مضامین لکھنے والوں کو پہلے تنبیہہ کی جاوے اور اگر وہ نہ مانیں تو اُن پر مقدمہ چلا کے انہیں سزا دیجاوے۔ یہ کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے کہ ایک لغزش سے ان کا گلا گھونٹ دیا جاوے اور پھر انہیں دم زدن مار کا یارا نہ ہو۔

مائی لارڈ۔ سوائے چند انگریزی دیسی اخباروں کے عام اردو اخبارات کی مالی حالت بہت نازک ہے وہ وقت پر ہزاروں تو درکنار سینکڑوں کا بھی انتظام نہیں کر سکتے ایسی بے سرو مانی اور بے بضاعتی میں ان سے ہزاروں روپے کی ان کی کسی لغزش پر ضمانت طلب کرنی گویا حکماً انہیں بند کر دینا ہے۔

اردو اخبارات چاہے اچھے ہوں یا بُرے تو بھی پبلک خیالات بہت کچھ ان سے معلوم ہوتے رہتے ہیں۔ ان میں سے کسی کا بند ہو جانا گویا پبلک کے خیالات کے ایک حصہ پر پردہ پڑ جانا ہے۔ اور اس میں مائی لارڈ آپکی گورنمنٹ کا کوئی فایدہ نہیں۔ ہاں جو گانتر جیسے باغی پرچوں کی نسبت کچھ سفارش نہیں کیجاتی۔ مائی لارڈ آپ کی گورنمنٹ کو اختیار ہے کہ جیسا مناسب خیال کرے ان کے ساتھ برتاؤ کرے مگر عام اخباروں پر تو ضرور رحم کیا جائے گا۔ اور انہیں ضمانت کے شکنجہ سے نجات دیجاوے فقط۔

مائی لارڈ آپکی خدمت میں درخواست کرنیوالا
مرزا حیرت مالک و ایڈیٹر کرزن گزٹ دہلی

سالانہ جلسہ کے متعلق چند ہدایات

(۱) صدر انجمن احمدیہ کا سالانہ جلسہ ۲۵-۲۶-۲۷- دسمبر کو قرار پایا ہے۔ سب احباب کو کوشش کرنی چاہیئے کہ وقت پر جلسہ میں شامل ہوں۔ تاکہ باقاعدہ کاروائی جلسہ کی شروع ہو جائے۔ گویا ۲۴ کی شام کو یا ۲۵ کی صبح کو پہنچ جانا چاہیئے۔

(۲) جلسہ کے لئے حکام ریلوے نے حسب ذیل رعایت منظور کی ہے یعنے صرف تیسرے درجہ کے مسافران کے لئے جنکا ریلوے سٹیشن بٹالہ سے سو میل سے زیادہ فاصلہ پر ہو یہ رعایت ہو گی کہ جتنا کرایہ معمولی طور پر تیسرے درجہ کا دینا پڑتا ہے۔ اس سے ڈیوڑھا کرایہ دیکر آمد و رفت کا ٹکٹ مل سکیگا دوسرے درجہ کے لئے کوئی رعایت نہیں ہو گی۔ یوں سمجھنا چاہیئے کہ جن لوگوں کو اپنے سٹیشن سے بٹالہ تک تیسرے درجہ کا کرایہ عموماً عہ یا اس سے زیادہ دینا پڑتا ہے ان کے سٹیشن بٹالہ سے سو میل سے زیادہ فاصلہ پر ہیں اور وہی لوگ رعایت سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ پس کنسشن سرٹیفکیٹوں کے لئے صرف ایسے ہی احباب کیطرف سے درخواستیں آنی چاہئیں۔

کنسشن سرٹیفکیٹ عنقریب چھپ جاوینگے ان کے لئے درخواستیں بہت جلد آنی چاہئیں۔ ایک سارٹیفکیٹ

کئی آدمیوں کے لئے کافی ہو سکتا ہے

(۳) چونکہ ایسے بڑے مجمع میں ہر قسم کے انتظام کے لئے قبل از وقت فکر کرنا ضروری ہوتا ہے۔ لہذا سب احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ جو صاحب جلسہ میں شامل ہونا چاہتے ہوں۔ وہ بہت جلد دفتر ہذا میں اطلاع دیدیں۔ جہاں انجمنیں ہیں اگر وہ کل آنیوالوں کا اندازہ کر کے اطلاع دیدیں۔ تو اور بھی مفید ہو گا۔

(۴) اخراجات جلسہ کے لئے میں پھر انجمنوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کیونکہ لنگرخانہ پہلے ہی مقروض ہے۔ بہت جلد کافی رقوم سے مدد کیجاوے۔ اور علاوہ اس کے اگر سال گذشتہ کی طرح ہر ایک دوست ایک روپیہ جلسہ کے بغیر ان اخراجات میں اعانت کے طور پر دے تو امید ہے۔ کہ خرچ پورا ہو جائیگا۔

(۵) تعمیر کا چندہ جسقدر نقد ہو سکے وہ بھی جلسہ پر ساتھ لاویں۔ امید ہے اس وقت تک بہت سے مکانات کی تکمیل ہو چکے گی۔

خاکسار محمد علی (سکرٹری انجمن احمدیہ) قادیان، ۷ دسمبر ۱۹۱۰ء

منجانب گورنمنٹ ہندوستان بھیادو ابر اطلاع

گورنمنٹ حضور ملک معظم و گورنمنٹ ممالک متحدہ امریکہ (یونائیٹڈ اسٹیٹس اوف امریکہ) کے درمیان ایک عہدنامہ بغرض ثالثی دربارہ دعاوی زر (یعنی نقدی) منجانب رعایا برطانیہ بنام گورنمنٹ یونائیٹڈ اسٹیٹس و منجانب باشندگان یونائیٹڈ اسٹیٹس بنام گورنمنٹ برطانیہ قرار پایا ہے۔ توقع کی جاتی ہے کہ یہ عہدنامہ جلد منظور ہو جائیگا۔ اور بعد منظوری تمام ایسے دعاوی قطعی مسدود ہو جائیں گے جو تاریخ منظوری سے چار ماہ کے اندر دائر نہ کیے جائیں۔ تمام ہندوستانی رعایا برطانیہ یا ہندوستان میں رہائش رکھنے والے اشخاص سے جو برخلاف گورنمنٹ یونائیٹڈ اسٹیٹس دعاوی رکھتے ہوں۔ استدعا کیجاتی ہے۔ کہ اپنے اپنے نام اور پتے اپنے صوبہ کی مقامی گورنمنٹ کی خدمت میں حتے الامکان جلد ارسال کردیں۔

بغرض اطلاع

عام مشتہر کیا جاتا ہے کہ ہیضہ نمودار ہونے کے باعث انٹرنیشنل بورڈ حفظان صحت قسطنطنیہ کے نزدیک زائرین کا آجکل موبو پوٹیمیا (عراق عرب) میں شیعوں کے مقدس مقامات پر جانا نامناسب ہے۔

مذاہب کی کانفرنس

مذاہب کی کانفرنس کا دوسرا اجلاس صوبہ آگرہ اودھ کے صدر مقام الہ آباد میں ۹-۱۰-۱۱- جنوری ۱۹۱۱ء کو منعقد کیا جائیگا۔ جس میں ان جملہ مذاہب کے متعلق جو ہندوستان میں پائے جاتے ہیں۔ اور ان کے مختلف فرقوں کے متعلق ان مذاہبوں اور فرقوں کے قایم مقام مضامین پڑھکر سنائیں گے اس کانفرنس کا اصلی مدعا یہ ہے کہ ہندوستان کے مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان مذہبی اختلافات کو دور کرکے اور ایک دوسرے کے خلاف تعصب کو مٹا کر۔ جو مختلف مذہبوں اور ان کے فرقوں سے واقفیت نہ ہونے کے باعث پیدا ہوتے ہیں۔ ہمدردی اور اخوت کو ترقی دی جائے گی اس سال کانفرنس کے اجلاس کے صدر جیسی کہ توقع کی جاتی ہے مہاراجہ صاحب دربھنگہ ہوں گے جن مذاہب کے لوگوں کو کانفرنس میں شرکت کی دعوت دیگئی ہے ان میں حسب ذیل مذاہب بھی شامل ہیں۔ (۱) ہندو مذہب اور اس کے جملہ فرقے (۲) بودھ مذہب (۳) جین مذہب (۴) سکھوں کا مذہب (۵) برہمو سماج (۶) آریہ سماج (۷) دیو دھرم۔ (۸) رادھا سوامی مت۔ اور ویدانتیوں کے مختلف فرقے (۹) مسیحی مذہب اور اس کے مختلف فرقے۔ (۱۰) اسلام۔ جس میں شیعہ۔ سنی۔ صوفی وغیرہ فرقے داخل ہیں (۱۱) یہودی مذہب (۱۲) زرتشتی مذہب (۱۳) تھیاسوفسٹ۔

جملہ بڑی بڑی اور اہم مذہبی سوسائٹیاں اور انجمنیں جو ہندوستان کے مختلف حصص میں ہیں ان سے خواہش کی گئی ہے کہ وہ اپنے اپنے ڈیلیگیٹ اجلاس کانفرنس میں روانہ کریں اور یہ کہ وہ اپنے اپنے مضامین بھی بھیجیں۔ اگر ایسا نہ کریں تو کانفرنس کیساتھ دوسرے طریقے میں ہمدردی کا اظہار کریں گا۔

ہر مضمون میں کسی مذہب کے اور اس کے فرقوں کے اصول کا ذکر ہو گا۔ ساتھ ہی یہ بھی بیان ہو گا کہ وہ کون کون سے امور ہیں جنکے باعث وہ مذہب دیگر مذاہب اور ان کے فرقوں سے تمیز پکڑتا ہے۔ لیکن کسی مذہب میں بالواسطہ یا غیر واسطہ طور پر کسی دوسرے مذہب یا فرقہ پر کسی قسم کا حملہ نہ کیا جائے گا۔

ہر مضمون کے پڑھنے کا معمولی وقت جو مقرر کیا گیا ہے وہ ۲۰ منٹ سے زیادہ نہیں ہو گا۔ اور سارے مضامین کانفرنس کی سنٹرل کمیٹی کے چیرمین مسٹر سارو اچرن متر ۸۵ گرے اسٹریٹ کلکتہ کے پاس ۲۵۔ دسمبر سے پیشتر پہنچ جانی چاہئیں گا۔

باقی اور قسم کی خط و کتابت لالہ بیج ناتھ صاحب سکرٹری آگرہ یا میجر بی۔ ڈی۔ بوس جائنٹ سکرٹری الہ آباد کے نام ہونی چاہیئے۔

اطلاع

خریداران الحکم مطلع رہیں کہ وصولی بقایا اور سالانہ قیمتوں کے لئے وی پی کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے جو صاحب حساب میں کوئی امر قابل دریافت پائیں انہیں مناسب ہے کہ وی پی بمد امانت رکھکر دریافت کریں یا قبل از وقت اطلاع دیدیں۔

(ایڈیٹر)

علیگڑھ کالج میں لیکچروں کا سلسلہ

علیگڑھ کالج کے ناظمین نے

اپنے کالج میں لیکچروں کا ایک سلسلہ شروع کیا ہے اور یہ لیکچر مذہبی اور علمی لیکچر ہوں گے جو ملک کے نامور لوگ وقتاً فوقتاً دیں گے۔ اس قسم کی تحریکیں طلبہ کو تمدنی۔ قومی۔ مذہبی۔ اور علمی روح پیدا کرنے کے لئے زیادہ موثر اور نتیجہ خیز ہوتی ہیں۔ میں اس وقت ان لیکچروں کے مضامین پر جو مشتہر کئے گئے ہیں کوئی ریمارک کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا البتہ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اعلیٰ تعلیم کیساتھ اگر طلباء میں مذہبی سپرٹ پیدا ہو جاوے تو یہ نہایت مبارک چیز ہے ان لیکچروں کا افتتاح ہمارے مکرم بھائی خواجہ کمال الدین صاحب کے لیکچر سے ہو گا۔ جو غالباً اس مضمون پر ہو گا "شارع اسلام علیہ السلام بنی نوع انسان کی بہبود کے لئے ایک محمود نمونہ تھے" مضمون کی اہمیت ظاہر ہے علیگڑھ کالج کے طلباء کے لئے اسی قسم کے مضامین کی ضرورت ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ وقت قریب ہے کہ علیگڑھ کالج کے طلباء میں علمی مذہبی تحریک کی زبردست روح پیدا ہو جاوے اور مذہب ہی فی الحقیقت ایک ایسی شے ہے جو قومیت کا جذبہ پیدا کر سکتا ہے میری رائے میں اس قسم کے لیکچروں کا سلسلہ علیگڑھ کالج تک ہی محدود نہیں رہنا چاہیئے بلکہ اس کو اور بھی وسیع کیا جاوے۔ یہانتک کہ اسلامی اسکولوں میں بھی ماہواری لیکچروں کی تحریک کو عام کیا جاوے۔ میری دانست میں اس سال کی ایجوکیشنل کانفرنس میں مذہبی تعلیم کے متعلق ایک خاص ریزولیوشن پیش کیا جاوے اور اسے نہ صرف پاس کیا جاوے بلکہ اس کو عملی صورت میں لانیکی کوشش کیجاوے اگر اس مرتبہ کے اجلاس کانفرنس میں ایسا ریزولیوشن پیش ہو کر پاس ہو گیا تو کانفرنس میں ایک نئی قوت پیدا ہو جاویگی خدا کے فضل سے توقع ہے بہرحال ناظمان علیگڈھ کالج کی یہ سعی قابل قدر اور لایق شکرگذاری ہے اللہ تعالیٰ انکی ہمتوں میں برکت دے۔

دیوبند کا اسلامی مدرسہ

دیوبند کے اسلامی مدرسہ کے علمی فیوض کا سلسلہ

بڑا وسیع ہے۔ اور کچھ شک نہیں کہ ہندوستان سے نکلکر ممالک غیر میں بھی اس کی لہریں جا پہنچی ہیں۔ مدرسہ مذکور کو ایک باقاعدہ انسٹیٹیوشن بنانے کے لئے ایک انجمن قایم ہو چکی ہے اور مدرسہ کی طرف سے ایک رسالہ "القاسم" نام بھی جاری ہو گیا ہے جس میں عالمانہ مضامین درج ہوتے ہیں یہ باتیں مذہبی سرگرمی اور مل کر کام کرنے کی قوت کو ظاہر کرتی ہیں۔ میں اس قسم کی تمام تحریکوں اور مساعی کو کسی آیندہ برکات کا پیش خیمہ سمجھتا ہوں۔ میں اس قسم کے تمام کالجوں اور مدرسوں کو اسلامی یونیورسٹی سے پیوند کر لینے کی ضرورت ہے اور ایسی ضرورتیں ہی مسلمانوں کو اپنی یونیورسٹی بنانے کی محرک ہونگی خدا کرے کہ مسلمان اس ضرورت کو محسوس کریں ؎

اللہ رحم کرے

نہایت افسوسناک خبر ہے کہ علماء اور عہدہ داران ندوۃ العلماء

مستعفی ہو کر ندوۃ سے بالکل کنارہ کشی کرنا چاہتے ہیں اس علیحدگی کے وجوہات میں مولوی شبلی نعمانی کا طرز عمل ہے کہ وہ شخصی اقتدار قایم کرنا چاہتے ہیں۔ اور اپنے ذاتی اقتدار کے مقابلہ میں جمہوریت کی شان کو مٹانا چاہتے ہیں یہ جدال اگر خدانخواستہ بڑھا تو ندوہ کو لے ڈوبے گا۔ قومی انسٹیٹیوشنز میں جو نقص عام طور پر پایا جاتا ہے وہ یہی ہے کہ ہر شخص جو اس کی حکومت میں حصہ رکھتا ہے وہ اپنے اقتدار اور رسوخ کو بڑھانا چاہتا ہے اور دوسروں کو اپنے اندر جذب کر لینا چاہتا ہے اپنی آواز کے سامنے وہ سب کے شور و فغان کو ہیچ بنا دینے کا آرزومند ہو جاتا ہے۔ مجھے مولانا شبلی سے ذاتی نیاز حاصل ہے اور میں ان کی خدمات کا جو ندوۃ کی انہوں نے ایک حد تک کی ہیں معترف بھی ہوں مگر جب انہوں نے "مدرسۂ اعظم" کی تحریک کی تھی اسی وقت میں بھانپ گیا تھا کہ وہ ندوہ کے کرتا دھرتا بننا چاہتے ہیں۔ اور عملی طور پر انہوں نے اس کا بیڑا بھی جا لیا ہے۔ اب بانیان ندوۃ کی آنکھیں کھلی ہیں۔ بہرحال یہ جدال ندوہ کے لئے ہی نہیں قومی وقار کی شان کو ایسے وقت میں جبکہ ہمسایہ قومیں اپنی شخصیت کو قایم کرنیکے لئے جد و جہد کر رہی ہیں۔ سخت نقصان رساں ہو گا ایسے لوگ خواہ کہیں بھی ہوں خواہ وہ تنہا ہوں یا ایک جماعت اور پارٹی اپنے ساتھ رکھتے ہوں قومی کاموں کی راہ میں سخت ٹھوکر کا موجب ہو جاتے ہیں لاہور کے اسلامیہ کالج کو اسی سے دھکا لگا اور انجمن حمایت اسلام کی چلتی گاڑی میں روڑا اٹک گیا اور اس اثر نے اخباری قوت کا بھی اظہار کر دیا۔ بعض اوقات اپنے رسوخ اور چند احباب کے ہم خیال ہو نیکے بھروسہ پر قومی کاموں کے منتظم اخباری آوازوں کو اپنے ایوان مشتری میں اہم سمجھ لیتے ہیں۔ مگر ان کا یہ خیال صحیح نہیں ہوتا۔ اخبار کی زبردست طاقت انقلاب پیدا کر کے رہتی ہے۔ زمانہ میں اس وقت جمہوریت کی ہوا چل رہی ہے۔ مولانا شبلی پہلے ناگوار واقعات سے سبق لیں اور اگر وہ اخلاص سے کام کرتے ہیں تو اپنے رفیق علماء کے مشورہ پر کاربند ہوں اور ان پر فوقیت اور خصوصیت کے خیال کو چھوڑ دیں ندوۃ انکی ذاتی ملکیت نہونیکی حیثیت میں باقی نہیں رہ سکتا۔ قومی کاموں میں اگر کوئی برکت پیدا ہوتی ہے تو وہ اجتماعی رنگ سے پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے ایسی کوششوں کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ بالآخر میں پھر تمام اسلامی قومی انسٹیٹیوشنز کے ناظمان کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ حمایت اسلام کے جھگڑے سے عبرت حاصل کریں اور ندوۃ کو اس مشکل سے بچانیکے لئے ابھی کوشش کریں اور اپنے ہاں ایسی سپرٹ کو نشو و نما نہونے دیں جو ہمیں کیطرح قومی عمارت کو نقصان پہونچاتی ہے۔ ملکر کام کرنا سیکھو۔ اور پبلک آوپنین کی قدر کرو۔ اور اسے قوم میں پیدا کرنیکے آرزومند ہو۔

ندوۃ ہم سے کیسا ہی اختلاف رکھتا ہو مگر اس کو محبت کی نظر سے دیکھتا ہوں اور اپنے مذہب میں گناہ عظیم سمجھتا ہوں کہ اس کی (خدانخواستہ) تباہی پر خوشی کیجاوے میں سچ کہتا ہوں کہ اگر ایسی سپرٹ ہم میں خدانخواستہ پیدا ہو تو گویا پھر اسلام کی ترقی کی بجائے تنزل کے ہم (نعوذ باللہ)

خواہشمند ہونگے اسلئے ہم دیوبند کے مدرسہ کی ترقی سے بھی مسرور ہوتے ہیں اور ندوۃ العلماء کی کامیابی بھی راحت بخش ہے۔ آخر یہ اور ہم خواجہ تاش ہیں اور ایک ہی آقا کے خادم ہیں اس وقت ضرورت ہے کہ اگر کسی بھی قومی انسٹیٹیوشن کو نقصان پہونچنے کا احتمال ہو تو ہم سب ملکے اسے بچانیکے لئے علی قدر مراتب کوشش کریں ؎

آریہ سماج لاہور کی پبلک سپرٹ

آریہ سماج لاہور کے سالانہ

جلسہ پر آریہ سماج کی پبلک سپرٹ کا جو اظہار ہوا ہے۔ وہ قابل تعریف ہے اور اس خصوص میں صوبہ پنجاب کی آریہ سماجوں کی لیڈر آریہ پرتی ندہی سبھا نے بھی قابل قدر اخلاص سے کام لیا ہے۔ پرتی ندہی سبھا نے ماسٹر لچھمنداس کو دیو سماج کے ساتھ مقدمہ میں پانچسو روپیہ بطور امداد دینا منظور کیا تھا۔ مگر اس کے جنرل اجلاس میں اس ریزولیوشن کے خلاف آواز اٹھائی گئی۔ اور آخر آریہ پرتی ندہی سبھا کو پبلک آواز کے سامنے اپنے فیصلہ کو واپس لینا پڑا۔ سنتے ہیں کہ اس رقم کو دو ہمسایہ نے الگوایا ہے مگر میں کہتا ہوں کہ یہ آریہ سماج میں آزادی رائے کی قدر کا نمونہ ہے۔ مسلمانوں کی انجمنیں اس سے سبق لیں اور اپنی کسی غلطی کے اعتراف میں کبھی مضایقہ نہ کریں۔ کیونکہ ایسا اعتراف ترقیوں کی جڑھ ہوتا ہے ؎

مفت تعلیم

گورو کل میں مفت تعلیم کا سوال بھی آریہ سماج کے سالانہ جلسہ پر آریہ کانفرنس میں پیش ہوا اس پر مخالف اور موافق تقریریں زور شور سے ہوئیں۔ بالآخر فیصلہ ہو گیا کہ ہر دوار کے گورو کل میں مفت تعلیم دیجاوے گی اور نہ صرف تعلیم بلکہ طلباء کے تمام اخراجات دیئے جائیں گے۔ یہ بڑی ہمت کا کام ہے اور آریہ سماج نے اپنی قومی زندگی اور بیداری کا احساس کر دیا ہے۔ اس کا نتیجہ کیا ہو گا۔ قوم میں ایثار بڑھ جائیگا۔ اگرچہ پہلے ہی گورو کل کے پروفیسر اور اوستاد اور ناظم صرف گذارہ پر کام کر رہے ہیں۔ اور اب مجھے یقین ہے کہ وہ اپنی گذران میں بھی کمی کریں گے۔ اور گورو کل کے عملہ تعلیم اور انتظام کے اخراجات گھٹ جائیں گے۔ قوم میں جوش پیدا ہو گا۔ چنانچہ اس کا نتیجہ اسی سالانہ جلسہ پر دیکھا گیا۔ کہ تیس ۳۰ ہزار نقد جمع ہو گیا۔ اور گورو کل کا آیندہ اجلاس اس جوش کو اور بھی ظاہر کرے گا۔ گورو کل جن بچوں کو طیار کر رہا ہے وہ اسلام کے دشمن ہیں گویا دوسرے الفاظوں میں یوں کہو کہ یہ سارا جوش اسلام کی مخالفت کے لئے ہے۔ اس لئے ایسے موقعہ پر ہمارا فرض اسباب کے لحاظ سے اس مقابلہ کے لئے اپنے نوجوانوں کو تیار کرنا ہے۔ اور پھر دعاوں سے کام لینا ہے۔

اس مقصد کے لئے مدرسہ احمدیہ جاری کیا گیا ہے چونکہ آیندہ اس کا انتظام حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ احد کے ہاتھ میں دیا گیا ہے۔ خدا کے فضل سے امید ہے کہ وہ بہترین صورت اختیار کرے ؎

اسی ضمن میں میرا یہ سوال بیجا نہ ہو گا کہ ہم تعلیم عامہ کی راہ میں

کس قدر سہولتیں پیدا کرنیکی کوشش کر رہے ہیں؟ اللہ کتنے آدمی ہیں جو بچوں کی تربیت اور نگہداشت بدوں معاوضہ کر نیکے ثواب کے لیے آگے بڑھ سکتے ہیں۔ جو کل کو ہماری قوم کا جزو اعظم ہوں گے؟ اس کا جواب ہے

ایک بھی نہیں!

پھر غور کرو اور دیکھو

بہ ہیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا

ہمارا سالانہ جلسہ

سالانہ جلسہ کے متعلق ہدایات دوسری جگہ شایع کردیگئی ہیں مجھے امید ہے کہ احباب ان تمام ہدایات کی پابندی نہایت ضروری سمجھیں گے۔ جلسہ کے اغراض کے متعلق ۲۸ نومبر سنہ ۱۹۱۰ء کے الحکم میں مبسوط مضمون میں نے شایع کردیا ہے۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ ہمارے امام کو اس وقت تک کامل شفا حاصل ہو۔ تاکہ اس کی پاک صحبت اور محبت کے فیوض ہم پر نازل ہوں۔ آمین ؂

سالانہ جلسہ میں قومی اغراض و ضروریات پر غور کرنیوالا موقعہ احمدیہ کانفرنس ہے۔ اور اس کے متعلق اسوقت تک کوئی اطلاع میں شایع کرنیکے قابل نہیں ہوں۔ امید کیجاتی ہے کہ احمدیہ کانفرنس میں گذشتہ سال جوامور طے ہوئے تھے ان کے متعلق کوئی رپورٹ پیش ہو سکے گی۔ کہ اپنر کہاں تک عملدرآمد ہوا۔ اس مرتبہ جلسہ بڑی عجلت میں ہو سکا ہے۔ اور حضرت خلافت پناہ کی علالت نے سکرٹری صاحب اور دوسرے احباب کو اس طرف زیادہ متوجہ کرلیا ہے سو وقت کا بہت سا حصہ اسکے لئے دینا پڑا ہے اور مقدم کام بھی یہی تھا۔ اس لئے اس سے زیادہ کچھ اور کہنے کی ضرورت نہیں کہ سکرٹری صاحبان اپنی اپنی انجمنوں میں ان ضروریات قومی کی تحریک کرتے رہیں جنکے اعلان اور سرکلر لیٹرز پہلے سے شایع ہو چکے ہیں۔ وہ اس جلسہ میں انشاء اللہ دیکھیں گے کہ بورڈنگ ہاؤس کا بہت بڑا حصہ خدا کے فضل سے طیار ہو گیا ہے۔ اور بہت سا ان جگہ قومی کوششوں کے اظہار کا نمونہ ہے اللہ تعالےٰ ان کی مساعی میں برکت دے (آمین)

ایک مفید اضافہ

ریویو

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اخباری برادری میں "احمدی" کا اضافہ خدا کے فضل و کرم سے قابل قدر اضافہ ہوگا۔ جو برادرم میر قاسم علی صاحب احمدی کی ایڈیٹری سے ماہوار رسالہ کی صورت میں جنوری سنہ ۱۹۱۱ء سے انشاء اللہ العزیز دہلی سے شایع ہوگا۔ احمدی کا موضوع اور مقصد احمدیت ہوگا۔ اور احمدیت کے خلاف ہر قسم کے اعتراضوں کا جواب دینا۔ اس کا فرض منصبی ہوگا اس رسالہ کے ذریعہ سے میر صاحب نے تمام معترضین کے جوابات کا ارادہ کیا ہے اللہ تعالےٰ ان کے ارادہ کو بابرکت کرے۔ اور احمدی بڑھے پھلے۔ احمدیوں کا فرض ہے کہ وہ نہایت خوشی سے اسے لیبیک کہیں۔ سالانہ چندہ صرف عہ ہوگا جو درخواست کے ساتھ بھیجنا چاہیئے ؂

دو مفید کتابیں

اسی مہینے میں دو قابل قدر مختصر رسالے ہمارے دو صادق مخلص بھائیوں نے شایع کئے ہیں اور عجیب اتفاق کی بات ہے کہ دونو نوجوان جیسے روحانی طور پر ایک ہی باپ کے دو بیٹے ہیں حرفی تعلقات میں بھی قرابت قریب کا رشتہ رکھتے ہیں۔ یہ دونوں رسالے گوشت خوری اور فرزند علی بجواب ابراہیم ہیں پہلا رسالہ منشی برکت علی صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ شملہ کی ان تقریروں کا مجموعہ ہے جو انہوں نے سنہ ۱۹۱۰ء میں آریہ سماج شملہ کے ساتھ مباحثہ میں کی تھیں۔ رسالہ نہایت قابلیت اور عمدگی سے لکھا گیا ہے۔ مضمون گوشت خوری کی تقسیم قابل داد ہے اور میری دانست میں آریہ سماج سے مباحثہ گوشت خوری کے لیے بہت ہی عمدہ ہے مضمون کے علاوہ لکھائی چھپائی بھی بہت اچھی ہے۔ قیمت صرف ۳ ہے۔ مؤلف سے ملیگا

دوسرا رسالہ فیروزپور کی انجمن کے قابل قدر سکرٹری بابو فرزند علی صاحب نے مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی کے ان اعتراضات یا دلایل کے جواب میں لکھا ہے جو وہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء کے متعلق پیش کیا کرتے ہیں۔ اور جنکے متعلق انہیں ناز ہے کہ وہ لاجواب ہیں۔ فرزند علی میں منشی فرزند علی نے ان دلایل کی حقیقت کھولدی ہے۔ اور قرآن مجید اور احادیث صحیحہ اور انجیل مقدس سے اس مسئلہ کی حقیقت بیان کی ہے۔ یہ رسالہ کثرت سے شایع ہونا چاہیئے قیمت صرف ۲ ہے۔ اور منشی فرزند علی صاحب مقیم قادیان سے ملسکتا ہے۔

پنجاب ریویو

چودہری ظفر علیخاں صاحب بی۔اے (علیگ) ایڈیٹر اخبار زمیندار نے اگست سنہ ۱۹۱۰ء سے اس نام کا ایک ماہوار رسالہ جاری کیا ہے۔ منشی ظفر علیخان ایک مشہور اہل قلم ہیں سدکن ریویو کو انہوں نے پنجاب ریویو کے قالب میں ایسی عمدگی سے زندہ کیا ہے کہ بے اختیار داد دینی پڑتی ہے پنجاب ریویو کے متعلق افسوس ہے ہندو اخبارات نے نیش زنی سے کام لیا ہے اور صرف اس قصور پر کہ اس میں اسلام کے متعلق مضامین ہوتے ہیں ایسی صورت میں مسلمانوں کا فرض ہونا چاہیئے کہ وہ اس رسالہ کی قدر کریں جو کسی نہ کسی پہلو سے اسلام اور اہل اسلام کی خدمت کرے۔ اردو لٹریچر کے لحاظ سے بھی یہ رسالہ اعلیٰ پایہ کا ہے۔ اور ظاہری مراتب بھی پسندیدہ ہیں۔ بہرحال میری رائے ہے کہ ایسے رسالوں کو کامیاب بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ قیمت سالانہ للعہ اور ششماہی ہے۔ درخواست ایڈیٹر زمیندار کرم آباد کے نام ہو ؂

مسلم پالیٹکس

واجب الرحمت مولوی عزیز مرزا صاحب نے اس نام کا مختصر سا رسالہ شایع کر کے الحکم میں ریویو کے لئے بھیجا ہے مجھے افسوس ہے کہ میں پہلے اس پر کچھہ نہ لکھ سکا۔ اگرچہ الحکم ایک مذہبی پرچہ ہے اور اسے پالیٹکس سے چنداں تعلق نہیں۔ تاہم میں یہ کہنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ اس رسالہ کے ذریعہ اسلامی پالیٹکس کے اصولوں کو نہایت عام فہم الفاظ میں سمجھایا گیا ہے۔ اور مولوی عزیز مرزا صاحب اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے ہیں۔ اس رسالہ کو بالاتفاق قوم کے مشہور لیڈروں نے بھی پسند کیا ہے۔ بلکہ گورنمنٹ ہند نے بھی پسند فرمایا ہے۔ میں بھی مصنف کو مبارکباد دیتا ہوں۔

دیانند چرت یعنی آریہ سماج کا بانی اصل روپ میں

اس نام کا ایک ۸۰ صفحہ کا خوب صورت رسالہ دیو سماج لاہور نے شایع کیا ہے

آریہ سماج کے متعلق جسقدر لٹریچر دیو سماج کیطرف سے شایع کیا گیا ہے۔ وہ بڑی تحقیق اور تدقیق کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اور مجھے بہت ہی کہنا پڑتا ہے۔ کہ آریہ سماج اس کا جواب دے سکے۔ اس رسالہ کا مضمون نام سے واضح ہے میں اپنے دوستوں کو اس کے پڑھنے کی ضرور سفارش کرتا ہوں۔ قیمت صرف ۲ ہے۔ اور دیو دہرم آفس لاہور سے درخواست کرنے پر ملسکتا ہے۔

مردم شماری اور ہندو

مردم شماری کے متعلق ہندوؤں میں عجیب کشمکش جاری ہے اور دوسری طرف جسقدر اس سوال پر غور کیا جاتا ہے ایسی ایسی باتیں نکلتی آتی ہیں۔ جو ہندو کمیونٹی کی تعداد کو کم کر رہی ہیں مردم شماری سے اگر غرض صحیح کوایف اور حالات کا معلوم کرنا ہے تو اسے ہاتھ سے نہیں دینا چاہیئے۔ چوہڑوں کے متعلق تو بحث جاری ہی تھی۔ اب وشنوی فرقہ کا پتہ چلا ہے جو علاقہ جات بیکانیر۔ جودہپور۔ بہاولپور وغیرہ میں کثرت سے آباد ہیں۔ یہ لوگ ویدوں کو نہیں مانتے اور نہ جنیو پہنتے ہیں۔ بلکہ اپنے مردوں کو دفن کرتے ہیں سب کو یاد ہے کہ پنڈت شند کشور صاحب نے جب المنصف نامی کتاب شایع کی۔ اور اس میں آریوں کے اعتراضات کا جو وہ اسلام پر کرتے ہیں جواب دیا تو آریوں نے لکھا تھا۔ کہ وشنوی فرقہ ہندو نہیں ہے۔ ایسی صورت میں ضروری امر ہے کہ ان کو ہندوؤں سے الگ کیا جاوے۔ ایسا ہی سیالکوٹ کے ضلع میں ایک قوم رہتی ہے جو نماز تک پڑھتی ہے اس حد وجہ میں مجھے نظر آتا ہے کہ ہندو مسلمانوں کے تعلقات جو پہلے ہی سے نازک ہو رہے ہیں۔ اور بھی نازک نہ ہو جائیں۔ خدا تعالےٰ رحم کرے

حضرت خلیفۃ المسیح کے یوم علالت کا خطبہ

۱۸- نومبر ۱۹۱۰ء کو حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کو چوٹ آئی۔ اس تاریخ کا خطبہ چونکہ ایک تاریخی واقعہ ہے اس لئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اسے یہاں بلا رسے نقل کردوں (ایڈیٹر)

۱۸- نومبر ۱۹۱۰ء حضرت امیر المومنین نے ان اللّٰہ یامر بالعدل والاحسان وایتاءِ ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی پر تقریر فرماتے ہوئے ارشاد کیا۔ کہ عدل ایسی ضروری چیز ہے۔ کہ شیعوں نے بھی باوجود اللہ کی تمام صفات سے بے پرواہی کرنے کے اسے ارکان اربعہ (توحید۔ عدل۔ نبوۃ امامت) میں شمار کیا ہے۔

عدل کیسا اچھا ہے اس کا اندازہ شاید تم لوگ نہ کرسکو کیونکہ تم میں سے کم ہیں۔ جنہوں نے وہ زمانہ دیکھا جبکہ حکام کو بھی ننگ وناموس کا خیال نہ تھا۔ رعیت کے کسی فرد کو یہ معلوم نہ تھا کہ میں کس چیز کا مستحق ہوں اور بادشاہ کس کا۔ باپ کا بدلہ نہ صرف بیٹوں سے بلکہ ملک والوں سے بھی لیا جاتا تھا مگر اب امن کا راج ہے اور عدل ہو رہا ہے۔ جس کے لئے اللہ کا شکریہ چاہیئے۔

ہر شخص اپنے نفس پر غور کرے کہ وہ نہیں چاہتا کہ میرے بیٹے یا بیٹی کو کوئی دکھ دے یا ان کے ساتھ بیجا سختی کرے۔ پس وہ آپ بھی کیوں کسی کے بیٹے یا بیٹی کو دکھ دے۔ یا اکل مال بالباطل کرے یا کسی کی حق تلفی کا مرتکب ہو۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لا یومن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ کہ مومن ہی نہیں ہوتا جب تک اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند نہیں کرتا جو اپنے لئے کرتا ہے ہم اپنے غلام سے جیسا کام لینا چاہتے ہیں مناسب ہے کہ ہم بھی ان کے نوکر ہیں ویسا ہی کام کریں۔ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے تمام تعلقات میں مخلوق سے ہوں یا خدا سے عدل مدنظر رکھو اور میری آرزو ہے کہ میں تم میں سے ایسی جماعت دیکھوں جو اللہ تعالیٰ کی محب ہو۔ اللہ تعالیٰ کے رسول حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی متبع ہو۔ قرآن سمجھنے والی ہو میرے مولیٰ نے مجھے بلا امتحان اور بغیر میرے مانگنے کے بھی عجیب عجیب انعامات دیئے ہیں جن کو میں گن بھی نہیں سکتا وہ ہمیشہ میری ضرورتوں کا آپ ہی کفیل ہوتا ہے۔

وہ مجھے کھانا کھلاتا ہے۔ اور آپ ہی کھلاتا ہے۔ وہ مجھے کپڑا پہناتا ہے اور آپ ہی پہناتا ہے۔ وہ مجھے آرام دیتا ہے اور آپ ہی آرام دیتا ہے۔ اس نے مجھے بہت سے مکانات دیئے ہیں۔ بیوی بچے دیئے۔ مخلص اور سچے دوست دیئے اتنی کتابیں دیں کہ دوسرے کی عقل دیکھ کر ہی چکر کھا جائے پھر مطالعہ کے لئے وقت۔ صحت۔ علم۔ سامان دیا۔ اب میری آرزو ہے (اور میں اپنے مولیٰ پر بڑی بڑی امید رکھتا ہوں کہ وہ یہ آرزو بھی پوری کرے گا) کہ تم میں سے اللہ تعالیٰ کی محبت رکھنے والے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام سے محبت رکھنے والے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار اور اس کے خاتم النبیین کے سچے متبع ہوں اور تم میں سے ایک جماعت ہو۔ جو قرآن مجید اور سنت نبوی پر چلنے والی ہو اور میں دنیا سے رخصت ہوں۔ تو میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ اور میرا دل ٹھنڈا ہو۔

دیکھو میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا نہ تمہاری نذر و نیاز کا محتاج ہوں۔ میں تو اس بات کا امیدوار بھی نہیں کہ کوئی تم میں سے مجھے سلام کرے۔ اگر چاہتا ہوں تو صرف یہی کہ تم اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بنجاؤ۔ اسکے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متبع ہو کر دنیا کے تمام گوشوں میں بقدر اپنی طاقت و فہم کے امن و آشتی کے ساتھ لا الٰہ الا اللّٰہ پہنچاؤ +

ایڈیٹر صاحب وطن توجہ فرمائیں

مجھے نہایت افسوس کے ساتھ ایڈیٹر صاحب وطن کو ایسے معاملہ کی طرف توجہ دلانے کا موقعہ ملا ہے جو ان کے لئے اور میرے لئے ناخوشگوار ہے۔ بلکہ یہی وہ معاملہ ہے۔ جس پر ایڈیٹر صاحب نے ناراض ہو کر وطن کا تبادلہ بند کردیا تھا اور اب تک بند ہے مگر میں امر حق کے اظہار کے لئے رک نہیں سکتا۔ میں اس کو دل سے ناپسند کرتا ہوں کہ مسلمان اخبار نویس آپس میں الجھیں مگر بعض اوقات ایسی ضرورتیں پیش آجاتی ہیں کہ نیک نیتی کے ساتھ اختلاف رائے کرنا پڑتا ہے ایڈیٹر صاحب وطن نے انہیں دنوں میں ایک فہرست ۲۵ نومبر ۱۹۱۰ء کے وطن کے ساتھ شایع کی ہے۔ جن میں ینابیع الاسلام اور تاریخ الخلفاء مصنفہ سر ولیم میور کا بھی اشتہار ہے ینابیع الاسلام ایک خطرناک کتاب ہے جو اسلام کے خلاف لکھی گئی تھی۔ ایسا ہی میور اسلام کا خطرناک دشمن ہے اس کی تصنیفات کو مسلمانوں میں شایع کرنا نہایت نامناسب اور اسلام کے ساتھ گویا جنگ کرنا ہے۔ اس سے پہلے الحکم میں جب یہ بحث اوٹھائی گئی تھی اس وقت یہ معاملہ یہاں تک بڑھا تھا۔ کہ علماء اسلام کو ایڈیٹر صاحب وطن کے خلاف فتویٰ تکفیر دینا پڑا۔ اگرچہ مولوی انشاء اللہ خاں صاحب نے بعض کتابوں کو اس اعلان میں درج نہیں کیا۔ لیکن پھر بھی جن دو کتابوں کا حوالہ میں نے اوپر دیا ہے یہ نہایت خطرناک اور مضر اسلام ہیں۔ پس میں امید کرتا ہوں کہ ایڈیٹر وطن مذہبی حمیت اور حمایت کے خیال کو مدنظر رکھکر فراخدلی سے اپنی اس غلطی کا اعتراف کریں گے اور آئندہ ان کتابوں کی فروخت قطعی بند کردیں گے میں نے نہایت نیک نیتی سے انہیں یہ مشورہ دیا ہے اور امید ہے دوسرے اسلامی معاصرین بھی ایڈیٹر صاحب کو متوجہ کریں گے۔

من از مہر روئیت گفتم تو ہم خود فکر کن بارے
خرد از بہر ایں روز است اے دانا و ہوشیارے

(ایڈیٹر)

آریہ سماج کے متعلق نہایت مفید کتب

اگر آپ آریہ سماج۔ اسکی تعلیم اور اس کے بانی کی اصل حقیقت کو جاننا چاہتے ہیں۔ تو مرقومہ ذیل کتب ضرور منگا کر پڑھیں۔

(۱) آریہ سماج اپنے اصل روپ میں ... قیمت ۰٫
(۲) دیانند چرتر یعنے آریہ سماج کا بانی اصل روپ میں (حصہ اول) ... ۲٫
(۳) دیانند چرتر یعنے آریہ سماج کا بانی اصل روپ میں حصہ دوم ... ۰٫
(۴) آریہ سماج کی دینی کتب میں جہاد کی تعلیم ... ۱٫
(۵) آریہ سماج کی دینی کتب میں خوفناک جرموں اور گناہوں کی تعلیم ... ۲٫
(۶) دیو سماج کا عبد الغفور اور آریہ سماج کا دھرم پال ... ۳٫
(۷) دھرمپال کی جھوٹ بیانیاں ... ۰٫
(۸) ایک کھلی چٹھی بنام مسٹر پرمانند ایم اے پروفیسر ڈی۔ اے۔ وی۔ کالج لاہور ... ۱٫
(۹) آریہ سماج کا ویدک اشٹور ... ۰٫

یہ سب کتابیں سپرنٹنڈنٹ دیو سماج ہیڈ آفس دیو آشرم لاہور سے درخواست کرنے پر مل سکتی ہیں۔ پانچ روپیہ یا اس سے زیادہ کے خریداروں کو ۲۵ روپیہ فی صدی کمشن بھی دیجاوے گی +

عیدکارڈ اور رومال

ہماری پہلی ایجاد عید کارڈ۔ اور دوسری ایجاد عید رومال جس قدر مقبول ہوئے ہیں۔ اس کا اندازہ صرف اسی سے ہو سکتا ہے کہ جو لوگ پہلے منگانا بھول جاتے ہیں انہیں بعد میں بذریعہ تار فرمایش بھیجنی پڑتی ہے۔ چونکہ عید آنے والی ہے۔ اس لئے آپ جلدی منیجر عید کارڈ اندرون دہلی دروازہ لاہور سے طلب کریں۔ رومال عید کپڑے کے موزون اشعار احادیث و مناظر سے مزین عہ درجن ۔
عید کارڈ قسم اعلےٰ لفافوں میں جاپانی لے ۱۲ اَر درجن
رومال کاغذی ... ۶٫ درجن
عید کارڈ جیسے میں پوسٹ ہونے والے موزون اشعار و احادیث کے مناظرہ کے صرف ٹکٹ ختم کردینے کی غرض سے بجائے ۶٫ درجن کے ... ۳ درجن

یادگار آفس لاہور۔

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت مومن کی سعادت ہے اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے۔ کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے مگر اس میں بھی کوئی کلام نہیں۔ کہ

تلاوت کی اصل غرض عمل ہے

عملی اور اعتقادی قوتوں کا نشوونما اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل کرے۔ اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن شروع کیا گیا ہے اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجاز قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔ اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نور الدین خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں۔ آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود مغفور کی تحریروں۔ ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔

نوٹ ان کو آپ نے اب تک نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں کہ اس میں **نور۔ ہدایت اور شفا** ہے۔ ہدیہ فی پارہ صرف ایک روپیہ (عہ)

۔ سات پارے طیار ہیں۔ ساتوں کے لینے خریدار سے سات روپیہ (عہ)

دفتر الحکم قادیان ضلع گورداسپور سے طلب کرو۔

ایوانِ خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی) کی علالت طبع ! (نصیب اعدا) کے متعلق الحکم کی گذشتہ اشاعت میں کسی قدر لکھا گیا ہے۔ اسی سلسلہ میں یہ دوسرا نمبر ہے۔ میں بتلا چکا ہوں کہ ایسے موقعہ پر احباب کو یہاں آنا چاہیئے۔ تاکہ وہ ان فواید اور فیوض کو حاصل کر سکیں کہ جو اس ابتلا کے وقت نازل ہو رہی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک روز فرمایا کہ میری اس علالت میں کوئی عظیم الشان منشاء سرکاری معلوم ہوتا ہے۔ جو اتنے سال پہلے مرزا کو یہ واقعہ دکھایا (یاد رہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح شدت پیار کیوجہ سے عموماً حضرت اقدس کو مرزا کے نام سے پکارا کرتے ہیں۔ اور اہل زبان اس کا لطف اُٹھا سکتے ہیں (ایڈیٹر) اور پھر اس واقعہ کو اسی رنگ میں پورا کر کے دکھایا۔ اور مجھے چارپائی پر ڈالدیا" اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح اس پیشگوئی کو کس عظمت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور الحمد للہ پر آپ کو کیسا ایمان ہے۔ اسی ضمن میں فرمایا "وہ منشاء سرکاری اس وقت ظاہر ہوگا جب وہ شفا دیگا"

میری غرض حضرت کی علالت کی خبر یا زخم کی صحت کی خبر معمولی طور پر درج کرنے پوری نہیں ہو سکتی۔ بلکہ میں تو اس علالت سے جو مفید سبق اور حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی پاک سیرۃ کا جو نمونہ دیکھتا ہوں وہی احمدی قوم کو دکھانا چاہتا ہوں۔ اس لئے میں حضرت کی صحبت میں جب جانیکا موقعہ پاتا ہوں تو اسی نظر سے جاتا ہوں اور غور کرتا رہتا ہوں"

محبت کا ایک عجیب نظارہ

حضرت کے خدام کو قدرتاً اور فطرتاً آپ سے ایک خاص محبت ہے۔ اور وہ دل سے چاہتے ہیں کہ آپ کو جلد شفا ہو۔ اور آپ کو پھر ایک بار اسی شان و شوکت سے خدا تعالے کے پاک کلام کی تدریس کرتے ہوئے دیکھیں۔ اور اس سے فائدہ اٹھائیں۔ حضرت کی علالت کے ابتدائی ایام میں ڈاکٹروں اور بعض دوسرے خدام کے دو فریق ہو گئے۔ ڈاکٹر صاحبان جو پوری ارادت۔ وفاداری۔ اور فرمانبرداری کے ساتھ حضرت کے علاج میں مصروف تھے حضرت خلیفۃ المسیح کے لئے بعض انگریزی مقوی اور مفرح ادویات تجویز کرتے اور تیار کر دیتے۔ بالمقابل بعض احباب کو یہ خیال گذرا کہ یہ ادویات اپنے اندر حرارت زیادہ رکھتی ہیں اور اس وجہ سے حضرت شدت پیاس کو محسوس کرتے ہیں اور ایسا ہی ڈاکٹر نیند آور ادویات دینا چاہتے تو یہ لوگ پسند کرتے کہ ادویات کے ذریعہ نیند لانیکی کوشش نہ کیجاوے

ان ہر دو فریقوں میں عجیب عجیب مکالمے ہوتے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح کو خبر تک بھی نہ ہوتی کہ کیا ہو رہا ہے میں غور کر اس نظارہ کو دیکھتا تھا کہ یہ تبادلہ خیالات محض محبت کا ایک عجیب کرشمہ ہے۔ ہر ایک فریق اپنے آقا کی شفاء عاجل کا متمنی ہے اور چاہتا ہے کہ اسے آرام ہو اور وہ اس کرب سے نجات پائے جو بخار یا فاقہ کے ذریعہ ہو رہا ہے۔ دونوں کی نیت نیک۔ مقاصد نیک اور غرض ایک ہے۔ مگر دونو دو مختلف راہوں سے اُسے حاصل کرنا چاہتے ہیں میں نے اس نظارہ کو دلوں تک دیکھا اور گھنٹوں اور پہروں ہی اس پر غور کیا تو میں اس نتیجہ پر آیا کہ

یہ معرفت اور عدم معرفت کا نتیجہ ہے

اور ایک دوسرے کے مقصد کی حقیقت کو جانتے ہوئے بھی جو جھگڑتے ہیں تو اس بصیرت کی کمی ہے جو علم الادویہ سے پیدا ہوتی ہے۔ ڈاکٹر لوگ اپنے اصول علاج کے موافق چل رہے ہیں۔ اور یونانی طب کو غالباً وہ درجہ نہیں دینا چاہتے جو ان کی جدید تحقیقات اور طبی تکشیفات کو حاصل ہے اور طب یونانی کے جاننے والے حضرت خلیفۃ المسیح کے علاج میں ان ادویات سے فائدہ اُٹھانا چاہتے تھے۔ جو اُن کے علم میں مفید اور نافع تھیں۔ منجملہ ان کے مرہم عیسیٰ تھی۔ دوا اُول سے گذر کر یہ جھگڑا غذا تک پہونچا۔ اور ان جھگڑوں میں جو محض تبادلہ خیالات کا رنگ رکھتا تھا خوب دلچسپی نمایاں رہی۔ اسی سلسلہ میں ایک روز حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا۔ کہ مجھے پانی دو۔ اور میرے لئے تو پانی ہی میں شفا ہے میں جب پانی پیتا ہوں تو میرے قلب کو تسکین ہوتی ہے۔ پانی کے لئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وجعلنا من الماءِ کل شیءٍ حیٍ پانی ہر شئے کے لئے زندگی بخش ہے۔ اور قرآن مجید میں وحی الٰہی کی مثال پانی سے دی ہے۔ اور وحی الٰہی کے متعلق بھی فرمایا فیہ شفاءٌ وغیرہ۔ پس " پانی میرے لئے بہت مفید ہے" آپ یہ فرما چکے اور پانی مانگا۔ شیخ تیمور صاحب جو حضرت کی اس علالت میں کھانے پینے اور ادویات کا ذخیرہ رکھنے والے تھے۔ حضرت کے لئے میٹھوں کا پانی نکالکر لائے۔ کیونکہ ڈاکٹروں نے یہ تجویز کیا ہوا تھا۔ حضرت نے دو مرتبہ اشارۃً اسے رد کیا اور آخر کو پیا تو فرمایا کہ "یہ پانی نہ تھا"۔ اور شیخ تیمور صاحب کو فرمایا۔ کہ ہم چاہتے ہیں تم ہمارے مزاج شناس ہو" اس کے بعد پھر آپ کو پانی پلایا گیا۔ تو آپ نے نہایت سکینت کے ساتھ پیا۔ اور الحمد للہ کہا۔ غذا اور دوا کے مذکورہ بالا جھگڑے کے ساتھ ہی۔ ایک اور سوال بھی پیدا ہو گیا۔ وہ حضرت کے پاس جانیوالوں کے متعلق تھا۔ طبی نظر سے ضرورت اس امر کی تھی کہ حضرت کے پاس کثرت نہ ہو اور لوگ بہت ہی کم جمع ہوں۔ کیونکہ ہر شخص تیمارداری کے اصولوں سے واقف نہیں ہو سکتا۔ اور نہیں سمجھتا کہ حضرت سے باتیں کرنی مناسب ہیں یا نامناسب۔ پاس بیٹھنا ہے یا نہیں۔ دوسری طرف مذہب عشق و محبت تھا۔ یہ گروہ کہتا تھا کہ ہم پر فرض ہوتا ہے۔ ہمارا باپ سے زیادہ شفیق روحانی باپ بیمار ہو۔ اور ہمیں اس کے پاس جانیکی ممانعت ہو یہ بہت ہی نامناسب ہے۔ جذبہ شوق اور طبی احتیاط میں جنگ ہو رہی ہے۔ اور یہ جنگ بھی اول الذکر نظارہ محبت کا دوسرا کرشمہ ہے۔ دروازہ پر پہرہ مقرر کیا گیا۔ کیونکہ احتیاط اسی میں تھی۔ دوسری طرف جب اندر جانیسے روکنے کی شکایت بڑھنے لگی۔ تو بعض دیگر آدمیوں نے خود حضرت کے کانوں تک اس بات کو پہونچایا۔ حضرت نے فرمایا کہ "ہم نے کسی کو نہیں کہا کہ پہرہ بٹھاؤ۔ اور نہ مجھے علم ہے کہ کوئی پہرہ بٹھایا گیا ہے۔ اور پھر یہ بھی فرمایا کہ میں یہ بھی مناسب نہیں سمجھتا کہ ہر وقت یہاں ہی بیٹھے رہیں اپنا کام کاج بھی کرنا چاہیئے۔ جب جوش آتا ہے تو آ کر دیکھ لینے سے وہ جوش دب جاتا ہے۔ بہر حال ہم نے کسی کو روکنے کے لئے نہیں کہا" تاہم طبی احتیاط نے کلیۃً پہرہ کو اٹھا دینے کی اجازت نہ دی۔ اور یہ کہنا درست ہے۔ کہ یہ احتیاط حد سے زیادہ مرعی رکھی گئی۔ اور میں نے بعض آدمیوں کو روتے دیکھا۔ اور یہ کہتے سنا ہو۔ کہ گویا حضرت پر بعض لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے۔ اور حضرت کو وہ اپنی ہی ملکیت سمجھتے ہیں۔ مگر میری نظر میں جہاں یہ گروہ اپنے جذبہ محبت سے معذور ہے۔ اور معذور و دارو دست رہا۔ کا مصداق ہے۔ وہاں طبی احتیاط کرنے والے بھی اپنے نقطۂ نظر سے حق پر ہیں اور پھر تو عام طور پہلے سے زیادہ عام اجازت بھی کر دی گئی فرق صرف افراط و تفریط کا ہے۔ اور دونوں اپنی محبت سے معذور ہیں۔ اس وقت مجھے ان دونوں کے مقدمہ میں کوئی قول فیصل کہنے کی ضرورت نہیں بلکہ میں تو ان تمام نظاروں کو پیش کرنا چاہتا ہوں

حضرت کی عجیب احتیاط

مومن بڑا ہی باخبر اور محتاط ہوتا ہے۔ میں نے حضرت کی بعض باتوں کو نہایت عجیب احتیاط کا نمونہ پایا ہے۔ ایک دن آپ نے اوائل ایام علالت میں فرمایا کہ میرے حواس وقت درست ہیں اور موت کا کوئی وقت معلوم نہیں۔ میں چاہتا ہوں تمہارے لئے ایک وصیت لکھدوں۔ تم آپس میں مشورہ کر لو۔ ڈاکٹر صاحبان اور نواب صاحب اور پھر حضرت صاحبزادہ میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب کو بلا کر کہا۔ کہ آپ اپنے بھائیوں کو بلا کر مشورہ کر لیں" بات بظاہر نہایت معمولی ہے مگر اس میں حزم و احتیاط کا اعلیٰ شان جلوہ گر ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی دوربین اور نکتہ رس نظر نے اس کرب کی گھڑیوں میں بھی اس تفرقہ۔ اور فتنہ کے خوف کو مد نظر رکھا جو خلافت کے سوال کی صورت میں پیدا ہو سکتا تھا۔ یہ وصیت غالباً اس قسم کے امور کے تصفیہ کے متعلق ہو سکتی تھی ورنہ حضرت اپنی جائداد کے متعلق تو اسی وقت وصیت کر چکے تھے۔ جبکہ آپ کے اور ہمارے مخدوم و مطاع حضرت مسیح موعود مغفور نے الوصیت شایع کی تھی۔ اور آپ نے اسی وقت کہدیا تھا کہ میری اولاد کے واسطے صرف خدا کافی ہے۔ کیونکہ جائداد تو جو کچھ بھی تھی آپ نے اشاعت اسلام کے لئے دیدی تھی۔ بہرحال اس بیماری میں جو جو بات آپ کے دل پر کھٹکتی تھی وہ یہی تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ جماعت پر ایسا فضل کرے۔ کہ

اس میں کبھی تفرقہ نہ ہو

بلکہ وہ ایک ہی ہاتھ پر متفق رہے۔ خواہ حضرت کچھ بھی لکھتے اور کچھ بھی فرماتے۔ مگر یہ یقینی امر ہے کہ اس میں خیر و برکت ہی ہوتی۔ پھر میرے دماغ میں جو خدا تعالےٰ نے غور کرنے والا بنایا ہے ایک اور خیال گذرا کہ مامورین اور ان کے خلفاء عجیب عجیب طور پر اپنی جماعت اور قوم کا امتحان کرتے ہیں۔ اور دوسروں کو پتہ بھی نہیں لگ سکتا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی علالت میں کاغذ اور قلمدوات طلب کیا۔ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا حسبنا کتاب اللہ "حق کی قدر نہ کرنے والوں نے اپنی عدم معرفت سے فاروق اعظم کے اس جواب پر اعتراض کئے ہیں"۔ مگر جو شخص تعصب سے الگ ہو کر نکتہ رس دل لیکر اس سوال پر غور کریگا۔ وہ حضرت فاروق اعظم کی باریک بینی اور قرآن دانی کی تعریف کئے بدوں نہیں رہ سکتا۔ وہ دیکھے گا کہ فاروق اعظم قرآن کریم پر کیسا زندہ اور زبردست ایمان رکھتے تھے۔ فاروق اعظم کی یہ آواز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنی آخری ساعات میں یقیناً نہایت شیریں اور خوشگوار معلوم ہوئی ہوگی۔ کیونکہ جو بات آپ پیدا کرنا چاہتے تھے کہ قرآن مجید کا فہم اور اتباع میری قوم میں پیدا ہو اور ان کی ہر نزاعوں کا حکم قرآن مجید ہی ہو۔ وہ فاروق اعظم کے اس جواب سے ظاہر ہے۔ بہر حال یہ قوم کی عقل و دانش کا امتحان تھا۔ یا کیا اس کو حضرت امام بہتر جانتے ہیں۔ اور اس کے ذریعہ وہ کیا کرنا چاہتے تھے۔ یہ بھی انہیں کے سینہ میں ہے۔ مگر میں نے اس واقعہ کو صرف اس نظر سے لکھا ہے تاکہ

حضرت امام کی احتیاط کی نظیر دکھاؤں

اور لوگوں کو وصیت لکھنے کیطرف متوجہ کروں۔ اس مشورہ کا کیا نتیجہ ہوا۔ اور کیا جواب دیا گیا۔ ناظرین اسے معلوم کرنے کے خواہشمند ہوں گے۔ مجھے جہانتک معلوم ہوا ہے ہمارے احباب نے یہ فیصلہ کیا تھا۔ کہ اگر حضرت مکرر دریافت کریں تو یہ عرض کیا جائے۔ کہ آپ کی طبیعت رو بصحت ہے۔ آئندہ آپ جو مناسب سمجھیں"۔ لیکن حضرت کی خدمت میں عرض کرنیکا موقع نہیں آیا۔ غرض یہ حضرت خلیفۃ المسیح کی ایک دور اندیشی اور تنظیم الامر کی ایک نمایاں مثال ہے۔

حضرت کی امانت کی درخشاں مثال

اسی علالت کے ایام میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ سائیں عبد الرحمٰن جو حضرت خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی) کے برادر زادہ ہیں۔ انہوں نے حضرت کے پاس ایک سو دس روپیہ رکھا ہوا تھا۔ حضرت کا ہمیشہ سے یہ معمول چلا آتا ہے کہ آپ اپنے لوگوں کو آگاہ کرتے رہتے ہیں کہ اگر کسی کے پاس روپیہ ہو۔ تو وہ میرے پاس امانت رکھدے جو وقت چاہے اسے ملجائیگا۔ اس اعلام کی ضرورت آپ کو اسلئے پیش آئی کہ اکثر مرتبہ ایسا ہوا کہ یہاں جب مجمع ہوئے تو بعض دوستوں کی نقدی بعض کے کپڑے۔ یا دوسرا سامان بے احتیاطی کیوجہ سے اور بعض شریروں کی شرارت کے باعث ضایع ہو گیا۔ اور حضرت کو ایسے لوگوں کو زاد راہ اور ضروری سامان دینا پڑا۔ اور بعض غرباء کو سخت تکلیف ہوئی۔ نہ وہ کسی سے کہہ سکیں۔ اور نہ کوئی انتظام کر سکیں ایسی تکلیفیں بارہا دیکھی گئیں۔ تو حضرت نے یہ تکلیف گوارا کی کہ لوگوں کی امانتیں رکھیں اور اس قسم کی چوریوں اور سرد بیریوں کا انسداد ہو۔ پس آپ ہمیشہ ایسی ہدایت کرتے رہتے ہیں۔ اب امانتوں کے متعلق ایک مشکل پیش آسکتی ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کوئی باقاعدہ رجسٹر رکھیں۔ اور جب کوئی روپیہ یا کوئی چیز امانت رکھیں تو اس میں درج کریں اور جب اس کا کوئی جزو یا کل واپس کریں تو اس سے خارج کریں۔ اس کے لئے بڑا وقت چاہئے۔ حضرت نے نہایت دور اندیشی سے اس مشکل کو ایسا حل کر دیا کہ بے اختیار مرحبا کہنا پڑتا ہے آپ نے اپنا اصول یہ رکھا ہوا ہے۔ کہ جب کوئی شخص امانت دے تو اسے ایک رسید دیدیتے ہیں پھر جب جب وہ اس میں سے کچھ لے اسی رسید پر اسکا اندراج ہوتا رہے اور ایسا ہی اس امانت کیساتھ ایک رسید لکھکر رکھدیتے ہیں۔ اب حضرت کی علالت کے ایام میں اس مندرجہ بالا امانت کے متعلق مشکل پیش آگئی۔ حضرت کی طبیعت سخت ناساز اور ادھر سائیں عبد الرحمٰن نے اپنی امانت کا مطالبہ کیا۔ حضرت کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ کہ سائیں عبد الرحمٰن اپنی امانت طلب کرتا ہے۔ اور ساتھ ہی کہتا ہے۔ کہ میری رسید گم ہو گئی ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ "ہماری امانتوں کا انتظام خدا کے فضل سے بہت محفوظ ہے۔ اور ہر شخص اپنی امانت جو وقت چاہے لے سکتا ہے۔ ہم امانت کو اسی طرح رکھتے ہیں جس حالت میں کوئی دیتا ہے۔ ہمارے گھر والے بھی اسے خوب جانتے ہیں۔ کسی امانت پر جو ہمارے پاس ہو ہماری زندگی یا موت سے کوئی اثر نہیں پڑتا" اس پر عرض کیا گیا۔ کہ حضور عبد الرحمٰن کہتا ہے کہ میرے پاس رسید نہیں۔" فرمایا "پرواہ نہیں۔ اس کی امانت کیساتھ رسید ہوگی۔ اسے دیکھو اور ابھی دیدو" چنانچہ جب اسکی امانت کو دیکھا گیا تو اس کے ساتھ حضرت کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی رسید موجود تھی۔ اور اسکے ساتھ ہی امانت کا روپیہ تھا۔ جو فوراً ادا کر دیا گیا۔ والحمد للہ۔

علالت میں آپکے مشاغل

انسانی دماغ کی بناوٹ ہی ایسی ہے کہ وہ بیکار نہیں رہ سکتا۔ یہانتک کہ رات کی سنسان گھڑیوں میں جب نیند آکر اپنا عمل دخل کرتی ہے۔ اس وقت بظاہر انسان بے حس و حرکت پڑا ہوا نظر آتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ محض بیکار ہے۔ مگر جاننے والے جانتے ہیں کہ اس وقت بھی دماغ بیکار نہیں ہوتا بلکہ اس کی دوسری قوتیں خواب کے رنگ میں جلوہ گر ہوتی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی عادت سے سب واقف ہیں۔ کہ سارا دن اور رات کا اکثر حصہ آپ تعلیم و تدریس میں گذارتے اور کثرت سے کلام کرنیکا اتفاق ہوتا۔ اور تحریر اور تقریر کے لئے قلم اور زبان کام کرتی رہتی۔ اب قدرت نے چارپائی پر ڈالدیا۔ اس حالت میں بھی آپ کے مشاغل دیکھنے کے قابل ہیں سب سے بڑا مشغلہ تو قرآن کریم کی آیات پر غور ہے۔

قرآن کریم کی آیات پر تدبر

آپ بظاہر لیٹے ہوتے ہیں۔ مگر بباطن قرآنی مضامین پر سوچتے ہیں۔ یہ معما حل نہ ہوتا۔ اگر بے اختیار آپ نماز کا انکشاف نہ کرتے۔ ایک دن مغرب کی نماز کی نیت باندھی اور نیت باندھنے کے ساتھ قرآن مجید کی ایک آیت پر غور شروع ہو گیا۔ قریباً دو گھنٹہ اسی حالت میں گذر گئے اور نماز پوری نہ ہو سکی تو فرمایا۔ کیا کروں نماز نہیں پڑھی گئی۔ صوفیوں والی حالت ہو گئی۔ اور ایسی نماز شروع ہوئی جسکا سلام نہیں۔ نماز میں ایک آیت پر غور کرتے کرتے بہت دور نکل گیا۔ اور بڑے بڑے مضامین سمجھ میں آئے۔ اور آرہے ہیں"

احمق اور نادان معترض اسکا نام وساوس رکھ دیتا ہے۔ مگر قرآن کریم کے حقایق وساوس نہیں ہو سکتے۔ حضرت نے جب یہ واقعہ سنایا تو میں اپنے غور و فکر میں دور نکل گیا۔ حضرت بارہا فرمایا کرتے ہیں۔ کہ میری غذا قرآن ہے۔ اور میں جب تک اسکو روز کئی مرتبہ نہ پڑھ لوں مجھے چین نہیں آتا۔ اس واقعہ نے اس عقدہ کو بھی حل کر دیا کیونکہ جمعہ کی روز سے درس کا سلسلہ قدرت نے بند کر دیا تھا۔ تو معلوم ہوا کہ اب وہ سلسلہ اس رنگ میں جاری ہے۔

بہر حال اپنی خاموشی کی گھڑیوں میں قرآن کریم پر تدبر فرماتے۔ اور خدا جانے کیسے کیسے موتی اس غواصی میں نکالکر لاتے ہیں صحت ہونے پر خدا کے فضل سے ہم امیدوار ہیں۔ کہ آپ ان معارف کو تقسیم کریں گے۔

پھر انہیں ایام میں آپ نے بعض خدام کو حکم دیا۔ کہ محمد بن قاسم کے خطوط تلاش کرو۔ جو انہوں نے حملہ ہند کے ایام میں لکھے تھے۔ پھر آپ ہی ان کتابوں کے نام بتائے جن میں تلاش کرنا چاہئے تھا۔ میں نے ایکدن پوچھا بھی۔ کہ اس سے آپ کی کیا غرض ہے؟ مگر ابھی تک اس راز کے انکشاف میں قادر نہیں ہوا۔

فیضی مرحوم سے اظہار محبت

دوسرا شخص جسکی تصنیف کیطرف ان ایام علالت میں آپ کو توجہ رہی وہ فیضی مرحوم ہے۔ آپ نے پہلے فرمایا کہ مثنوی نل دمن میں واقعہ معراج نکالکر مجھے سناؤ۔ خواجہ صاحب سے بھی کہا اس خواہش سے مقصود دراصل نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کیساتھ اظہار محبت ہے۔ واقعہ معراج نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی کامیابیوں اور لا انتہا ترقیوں کا آئینہ تھا۔ اس لئے آپ نے اُسے دیکھنے کی خواہش فرمائی"

واقعہ معراج تو بہت لوگوں نے بیان کیا ہے۔ فیضی کی خصوصیت کیا تھی؟ میں اس پر غور کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہونچا۔ کہ اصل میں فیضی مرحوم نے

قرآن مجید کی عظیم الشان خدمت کی ہے

وہ کیا؟ قرآن مجید کی ایک ضخیم اور غیر منقوط تفسیر۔ آپ کو بھی چونکہ قرآن مجید سے خاص محبت اور ذوق ہے۔ اور وہی آپکی غذا ہے اس لئے فیضی کے کلام کیطرف اس علالت میں توجہ فرمانا اسی وجہ سے ہے۔ محبوب کا مداح بہر حال محبوب ہو جاتا ہے۔ فیضی کے کلام میں بھی واقعات معراج کا سننا مقصود ہوتا ہے۔

ایسا ہی ایک روز میرے مکرم بھائی محمد اکبر شاہ خانصاحب نجیب آبادی سے فرمایا۔ تم نے فیضی کی نعتیں پڑھی ہیں جب انہوں نے کہا ہاں تو کہا فیضی نے جو معراج کا حال لکھا ہے وہ سناؤ۔ اس پر اکبر شاہ خانصاحب نے عرض کیا کہ یاد نہیں تب دریافت کیا کہ دیوان فیضی دیکھا ہے انہوں نے کہا ہاں میں نے پڑھا ہے۔ اس پر فرمایا اس کا کوئی شعر یاد ہو تو سناؤ۔ جس پر انہوں نے یہ مقطع پڑھا۔ ؎

چشمے کہ تو فیضی بہ رخ دوست گشودے
باید کہ باآں چشم نہ بینی دگراں را

اس شعر کو بہت ہی پسند کیا۔ اور دوبارہ پڑھوایا۔ اور تعریف کی۔ اس شعر پر آپ کا اظہار پسندیدگی ظاہر کرتا ہے۔ کہ آپ کی طبیعت پر غلبہ توحید کس درجہ کا ہے۔

ایک ضمنی لطیفہ

خانصاحب نے اپنے ذوق کے موافق دیوان فیضی میں سے ایک غزل احباب کو سنائی جسے دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ گویا فیضی نے تین سو برس پیشتر حضرت خلیفۃ المسیح کے اس واقعہ کو دیکھ کر اسی موقعہ کے لئے لکھی ہے اور وہ یہ ہے:۔

زخم بالاسے رسیدہ است اورا
بیچکد خوں ز تیغ مژگانش
گلشن جان بود کز صد گل تر
دل خوں گشتہ شہیداں است
حال فیضی مپرس تیز ابروست

چشم زخمے رسیدہ است اورا
کس بایں رنگ دیدہ است اورا
پیش نرگس رسیدہ است اورا
خوں کہ بیرون دویدہ است اورا
تیغ در دل خلیدہ است اورا

اب اس کو فیضی کی پیشگوئی کہو یا اس کی روح کا نیازمندانہ تعلق سمجھو جو حضرت کے ساتھ اسے ہوگا۔ معرفت رکھنے والے ایسی باتوں کو مبالغہ اور خیال آفرینی پر حمل کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔ مگر واقعات کے سلسلہ کو اگر ملایا جاوے تو یہ امور حقایق کے تحت میں آسکتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کا فیضی مرحوم کے کلام کا علالت کے ایام میں سننے کا شوق ظاہر کرنا۔ اور اس کے دیوان اور مثنوی کو منگوانا۔ خاص تعلق کو ظاہر کرتا ہے۔ اور اسی سلسلہ میں اس پیشگوئی کا نکل آنا میں تو فیضی کی روح کی نیازمندانہ تعلق ہی کو دیکھتا ہوں۔

بہرحال یہ عجیب بات ہے کہ اسقدر عرصہ پہلے فیضی مرحوم کے دیوان میں ایک غزل موجود ہے۔ جو اس واقعہ کا صحیح اور سچا نقشہ ہے۔ اور شاعرانہ مذاق کے لوگ خوب جانتے ہیں کہ یہ رنگ غزل کا نہیں ہوتا۔ مفتی صاحب نے اس غزل کو حضرت کے حضور بھی پیش کر دیا۔ آپ نے دیوان فیضی لیکر اس غزل کو دیکھا اور خصوصیت سے حضرت صاحبزادہ صاحب کو اس کی جلد کیطرف توجہ دلائی۔ پھر فرمایا کہ اکبر شاہ خان کو بلاؤ۔ وہ سنائے۔

خانصاحب کے متعلق یہ بھی فرمایا کہ ان کو عشق ہے اپنے جوش محبت میں انہوں نے اسی کو نکال لیا پھر دیر تک خود بھی تعجب فرماتے رہے کہ فیضی نے یہ کیوں لکھا۔ میں نے ان تعلقات کا ذکر کیا جو اوپر لکھ آیا ہوں تو خاموش رہے۔ اور پھر اس غزل کو خانصاحب سے سنا اور بھی چند اشعار دیوان فیضی سے سنے۔ اور اظہار مسرت فرماتے رہے اور بالآخر اس کا پہلا شعر سنا۔ پھر اسی غزل کا مضمون شروع ہو گیا اور بالآخر فیضی کی سوانح منگوائی اور ساری سنی۔

قرآن مجید کا سُننا اور بخاری اور عمدۃ الاحکام کا سُننا!

علی العموم حفاظ کو بلا کر آپ قرآن مجید سنتے ہیں۔ اور بہت دیر تک یہ مشغلہ صبح شام عموماً جاری رہتا ہے۔ قرآن مجید کے بعد آپ کو بخاری سے بھی بڑی محبت ہے ہمیشہ اس کا درس بھی ضروری جاری رہتا ہے۔ اس علالت میں بھی بخاری کو سنا۔ اور عمدۃ الاحکام کو بھی سنا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ کو کسقدر محبت ہے اور آپ کے کلام کا کیسا شوق ہے۔ عمدۃ الاحکام آپ کی پسندیدہ کتب میں سے ہے۔

فقر و غنا کا تماشا

حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی توکل علی اللہ کے ایسے مقام پر ہیں کہ میں تو اسے بیان بھی نہیں کر سکتا۔ اور ان کے رزق کا معاملہ ایسا عجیب ہے کہ کسی کو پتہ نہیں لگ سکتا کہ آپ کو رزق کریم غیب سے ملتا ہے اور بظاہر اس کا ذریعہ طب ہے۔ اس بیماری میں فقر و غنا کا تماشا بھی دیکھنے میں آیا ہے۔ فقر سے مراد وہ فقر ہے جو الفقر فخری کا مصداق ہے۔ حضرت کی عادت میں داخل ہے کہ آپ کو اموال سے کبھی محبت نہیں ہوئی۔ اور ہمیشہ بذل مال آپ کا کام رہا ہے جس کو غربا اور ضعفاء کی اعانت اور اسلام کی اشاعت طلبہ علم کی مد میں خرچ کرتے رہتے ہیں ہزاروں روپیہ ماہوار کی آمدنی پر بھی آپ کا کبھی جمع نہیں رکھ سکے کہ کسی ضرورت کے وقت کام آوے؟ کیونکہ آپ نے اپنی ضرورتوں کا محتاج روپیہ کو نہیں سمجھا بلکہ خدا تعالیٰ کو پھر

خدا داری چہ غم داری

پس اس حیثیت سے کہ آپ نے کبھی روپیہ جمع نہیں کیا میں آپ کے فقر کا اظہار کرتا ہوں اور اس لحاظ سے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی ضرورتوں کے سامان ایسے طور پر مہیا کرتا ہے کہ ضرورت سے پہلے سامان ہوتے۔ میں نے بیسوں مرتبہ خود دیکھے اور تجربہ کئے ہیں۔ اس لئے آپ سے بڑھ کر غنی کون ہو سکتا ہے؟ اس فقر و غنا کا تماشا اس بیماری میں بھی عجیب نظر آیا۔ ایک روز بعد مغرب میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ چند اور احباب بھی موجود تھے۔ فرمایا۔ بیماری کا ابتلا بھی عجیب ہوتا ہے۔ اخراجات بڑھ جاتے ہیں۔ اور آمدنی کم ہو جاتی ہے اور دوسرے لوگوں کی خوشامد کرنی پڑتی ہے۔ میری آمدنی کا ذریعہ بظاہر طب تھا۔ اب اس رشتہ کو بھی اس بیماری نے کاٹ دیا ہے جو لوگ میرے حالات سے واقف نہیں وہ جانتے تھے کہ اس کو طب ہی کے ذریعہ ملتا ہے۔ مگر اب اللہ تعالےٰ نے اس تعلق کو بھی درمیان سے نکال دیا۔ میری بیوی نے آج مجھے کہا۔ کہ ضروریات کے لئے روپیہ نہیں اور مجھے یہ بھی کہا۔ کہ مولوی صاحب آپ نے کبھی بیماری کے وقت کا خیال نہیں کیا کہ بیماری ہو تو گھر میں دوسرے وقت ہی کھانا بھی نہ ہو گا۔ میں نے اسے کہا کہ میرا خدا ایسا نہیں کرتا۔ میں روپیہ تب رکھتا جو خدا تعالیٰ پر ایمان نہ رکھتا۔“ اس پر میں نے عرض کیا کہ حضور آپ کی بیماری کے ابتلاء کو اس قسم کا ابتلا تو پیر نہیں کہہ سکتے۔ آپ کو کسی خوشامد کی ضرورت نہیں یہ ڈاکٹر اور دوسرے لوگ اپنی سعادتمندی سمجھتے ہیں۔ کہ آپ کی کوئی خدمت اس موقعہ پر کر سکیں۔“ فرمایا

مجھ پر تو خدا کا فضل ہے اور یہ بھی فضل ہے

میں نے تو عام طور پر ذکر کیا ہے۔ حضرت یہ بیان کر ہی رہے تھے کہ شیخ تیمور صاحب نے مجھے کہا کہ حضرت کی ڈاک میں ایک خط آیا ہے کہ ایک شخص نے ایک سو پچیس ۱۲۵ ذات خاص کیلئے ارسال کئے ہیں۔ میں نے پوچھا حضرت کو علم ہے۔ میں نے تو ابھی ڈاک نہیں سنائی۔ کل سے آیا ہوا ہے۔ میں نہیں بتا سکتا کہ مجھ پر اس خبر نے کیا اثر کیا وجد کی سی حالت ہو گئی اور اللہ تعالیٰ کی عجیب قدرت کا تماشا نظر آیا۔ حیدر آباد دکن میں شیخ محمد اسمٰعیل ولد حاجی امیر الدین صاحب تاجر چرم ہیں۔ وہ بیمار ہوئے انہوں نے فوراً ایک سو روپیہ حضرت کی خدمت میں بطور نذر خاص بھیجا۔ اس پر اچھے ہو گئے۔ پھر دوسرے دن ایسا ہی اتفاق ہوا۔ تو انہوں نے پچیس اور بھیجے۔ اور ایک شخص نے پنڈدادنخان سے خط لکھا کہ جن ایام میں میں آپ پنڈدادنخان میں مدرس تھے۔ اس وقت کی چار روپیہ کی جوتیاں آپ کی میرے ذمہ ہیں۔ اب وہ بھیجنا چاہتا ہوں۔ یہ دونوں خط حضرت کو سنا گئے۔ تو اللہ تعالیٰ کی محبت کا ایسا غلبہ ان کے قلب پر ہوا۔ کہ بے اختیار رو پڑے۔ میں نے حضرت کو ایک دو مرتبہ اس حالت میں دیکھا ہے غمگین ہوتے تو دیکھا ہی نہیں۔ یہ رونا خدا تعالیٰ کی خاص مہربانیوں کی یاد اور جوش کا تھا۔ اور بے اختیار اللہ تعالےٰ کی حمد کرنے لگے۔ فرمایا اللہ اکبر! مولیٰ ایسا ہی قادر خدا ہے اس نے دیکھا دیا ہے کہ وہ طب کے تعلق کو توڑ کر بھی مجھے رزق دیتا ہے۔ اور ایسے طور پر دیتا ہے کہ وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتا۔ میری بیوی اس قدرت کو سمجھ نہیں سکتی۔ ناتواں ہے۔ میرا ایمان بڑا قوی ہے میرا مولیٰ میرے ساتھ ایسا ہی کرتا ہے“ حضرت کو جب اس طرح میں نے حمد الٰہی میں رطب اللسان پایا تو میرے دل میں جوش اٹھا کہ اسی وقت وہ منی آرڈر تقسیم کیا جاوے۔ چنانچہ میں خود ڈاکخانہ میں گیا۔ اور ان منی آرڈروں کو تقسیم کیا۔ اس طرح میں نے دیکھا کہ چند منٹ پہلے بظاہر اگر فقر تھا۔ تو اسی ساعت غنا کا نظارہ نظر آگیا۔ حضرت نے اسی جوش میں شیخ محمد اسمٰعیل صاحب کیلئے تو خصوصیت سے بڑی دعا کی اور دیر تک دعا کرتے رہے یہ اللہ بہتر جانتا ہے کہ اس جوش میں کس کس کے لئے دعائیں کی ہونگی اور کیا کیا کی ہونگی۔ میرا یقین ہے

کہ اس وقت حضرت کی دعاؤں کی قبولیت کی گھڑی تھی - اور خدا کا شکر ہے کہ اس وقت دعا کرنے والوں میں ہم بھی شامل تھے غرض اسی وقت وہ سمی انگھررز آپ کو تقسیم کئے گئے - جس شخص نے پنڈدادنخاں سے چوریوں کا خط لکھا تھا فرمایا اس کو لکھدو - معاف مجھے تو معلوم تو معلوم بھی نہیں ۱۹۰۴ یا ۱۹۰۵ء کا معاملہ ہے - ہمیں تو کچھ خبر نہیں - بہر حال میں اس کی دیانت پر ایمان لایا - اس ذکر میں پھر دیر تک اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا کرتے رہے اس واقعہ نے بتا دیا کہ کس طرح پر اللہ تعالیٰ آپ کی دستگیری فرماتا ہے -

خلیفۃ المسیح کی عالی خیالی

حضرت کی اس علالت کے ایام میں اگر خلیفۃ المسیح کی ضروریات اور اخراجات معالجہ انجمن دیتی تو ایسا خرچ برمحل اور جائز ہوتا - اور قوم اپنی سعادت سمجھتی کہ ان کا روپیہ بہترین مقام پر خرچ ہوا ہے - میں یقیناً جانتا ہوں کہ ایک کثیر التعداد ایسے آدمیوں کی ہے جن کی زندگی کے بدلے اگر حضرت کی حیات میں درازی ہو سکے تو وہ دینے کو طیار ہیں - بعض کو تو میں نے ایسا ذکر کرتے یہاں بھی سنا اور اگر ہزاروں نہیں لاکھوں روپیہ بھی صرف سے بھی اس بزرگ کی صحت و تندرستی بحال رہے تو اس کے خرچ کر دینے کو قوم موجود اور پھر بھی حضرت خلیفۃ المسیح پر کسی کا احسان نہ ہو - اور قوم اپنا فرض ادا کرے - مگر میں آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح کی عالی ہمتی اور بلند نظری کی ایک بات سناتا ہوں یہ واقعات آپ کی پاک سیرۃ کا جزو ہیں اور مجھے موقعہ ملا ہے کہ جستہ جستہ واقعات بیان کر دوں اور جن کا مشاہدہ علالت کے ایام میں بھی کیا گیا ہے - ان میں سے آپ کی عالی ہمتی ہے - پہلے ہی سے آپکا ہمیشہ یہ عمل ہے کہ آپ کھانا تک جو گھر میں پکایا گیا ہو - مانگ کر نہیں لیتے - اور یہ کوئی نیا معمول نہیں - بلکہ اپنی والدہ ماجدہ مرحومہ کی زندگی میں جبکہ آپ بچے تھے یہی طرز عمل تھا - اس خصوص میں آپ کے بہت سے واقعات ہیں - جو حیات نور کا جزو انشاء اللہ ہوں گے - ان ایام میں میں نے دیکھا ہے کہ جب آپکے سامنے کھانا پیش کیا جاتا - تب آپ جو کھلانیوالے کھلاتے کھا لیتے - مانگا کبھی نہیں - مگر جو بات اس ضمن کے نیچے میں بیان کرنا چاہتا ہوں وہ نہایت ہی عجیب ہے - ایک دن صبح کے وقت آپ نے شیخ تیمور کو پاس بلایا اور نہایت آہستگی سے ایک بات کہی - میرا کان بھی اسی طرف تھا کہ کیا فرماتے ہیں فرمایا تم ایک فہرست حساب کی تیار کرو تفصیل کی ضرورت نہیں - صرف ٹوٹل ہو - جسقدر میری ادویات پر خرچ ہوا ہے - جسقدر میری بیٹیوں پر کپڑے کے لئے خرچ ہوا ہے - اس کل رقم کی میزان حاصل کرو - اور پھر میری بیوی کو کہو کہ جو روپیہ کپڑے میں باندھکر دیا گیا ہے - اس میں سے وہ کل حساب ادا کر دو - فرمایا میرا مولیٰ مجھے دیتا ہے میں کسی انسان کا احسانمند نہیں ہو سکتا - اس نے میری ضروریات کی کفالت کا آپ مجھ سے وعدہ کیا ہے " یہ بات کسی معمولی آدمی کے منہ سے نہیں نکل سکتی - بیماری پر خرچ ہوا - اور ایسے شخص کی علالت پر خرچ ہوا - جسکی وجہ سے قوم روپیہ دیتی ہے - اور اس کی ضروریات خارج کا انصرام اس روپیہ سے اگر ہو تو عین رضائے الٰہی کا موجب ہے - مگر نہیں اپنے اخراجات وہ انجمن سے لینا نہیں چاہتا - میں اس

واقعہ کی تائید میں ایک اور واقعہ پیش کرنا چاہتا ہوں - جب حضرت خلیفۃ المسیح خدا تعالیٰ کے فضل اور محض اسی کی تائید سے قدرت ثانیہ کے مظہر اول ٹھیرے - اور اللہ تعالےٰ نے قوم کو آپ کے ہاتھ پر جمع کر دیا تو صدر انجمن میں حضرت مسیح موعود مغفور کے اہل بیت کے وظیفہ کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح کے گذارہ یا وظیفہ کا سوال بھی غور کے لئے ایک مجلس مشوری کے سپرد ہوا - بڑی بحث کے بعد جدا جدا دو رقوم وظیفہ کی اہلبیت حضرت موعود مغفور اور خلیفۃ المسیح کے لئے تجویز کی گئیں - مگر جب یہ تجویز حضرت کے پاس پہونچی تو آپ نے انکار کر دیا - اور فرمایا جو خدا مجھے اس وقت تک روٹی کپڑا اور مکان دیتا رہا ہے اور میری تمام ضرورتوں کا جس نے آپ اہتمام کیا ہے - اب عمر کے اس آخری حصہ میں مجھ غیروں کے سپرد کر دیگا ؟ ہرگز نہیں - اپنے مولیٰ پر ایسا گمان میرے وہم میں بھی نہیں آ سکتا - اس نے میرے رزق کا ظاہری ذریعہ طب بنایا ہے - میں تو نبض پر ہاتھ رکھکر ہی کھاؤنگا " - یہ واقعہ بہت لوگوں کو معلوم نہیں ہے - اور جن کو معلوم ہے ان میں سے بھی تھوڑوں کو شاید قابل غور مضمون معلوم ہوا ہو مگر میرے نزدیک یہ بڑا وسیع مضمون ہے - میرے ساتھ اسی سلسلہ میں چند اکابران قوم کے ساتھ تبادلہ خیالات کا موقعہ ہوا - چندماہ کا عرصہ گذرتا ہے ایک بڑے دوست نے اپنے خیال کے موافق میں نہیں جانتا کیوں ایک شخص کا نام لیا کہ وہ خلافت کے لئے موزوں ہے - اور مجھے تائید یاد دلا چاہتے - میں نے کہا حضرت ! خلافت محض ادعا یا تجویز سے نہیں ہو سکتی - یہ خدا کا کام ہے - اور علاوہ بریں خلافت کا معیار نور الدین نے بہت اونچا کر دیا ہے ہر شخص کا کام نہیں کہ وہ خلافت کا مدعی ہو رہا خلیفہ کے لئے مولوی صاحب نے دکھا دیا ہے کہ وہ اپنی قوت بشریت کا انحصار کسی شخص پر نہ رکھے - یہانتک کہ نذر عامہ کا مصرف بھی اپنے عام کر دیا ہے ہر قومی تحریکوں اور ضرورتوں میں چندہ دینے میں سابق بالخیرات ہو کسی محتاج اور قابل امداد شخص کو دیکھے تو اسکی امداد و اعانت کیلئے اسکا ہاتھ ہر وقت دراز ہو - پھر اسی ضمن میں میں نے بتایا کہ میں نے دیکھا ہے لنگرخانہ کا مہتمم آتا ہے کہ حضرت ! فلاں شخص کچھ بیمار ہو گیا ہے اس کیلئے غذا کا کیا انتظام کیا جاوے - جواب میں اگر حکم دیتے کہ لنگرخانہ سے فلاں چیز تیار کر دو - تو عین برمحل اور درست ہوتا - مگر نہیں حضرت خلافت پناہ اسکا جواب تھیلی سے دو روپیہ دو اور روپیہ لو - ختم ہو جائیں تو پھر مجھ سے لو اس قسم کی مثالیں ایک نہیں دو نہیں بیسیوں ہیں - ایک غریب مہاجر ہے اس کے پاس کپڑا نہیں وہ اصحاب الصفۃ میں سے ہے - اگر لنگرخانہ کی مد سے یا بہشتی مقبرہ سے یا بیت المال سے دیا جاوے تو بالکل جائز اور درست مگر نہیں وہ کہتا ہے احمد نور کے ہاں سے بزاز در قیمت مجھ سے لو - ایک شخص جاتا ہے حضرت فلاں ضرورت درپیش ہے روپیہ کی حاجت ہے - اچھا میں انتظام کر دونگا - خدام میں سے ایک یا ایک سے زیادہ بیمار ہیں روزانہ انکی خبروں کا منگوانا اپنا فرض سمجھتا ہے - اور کس کس بات کا ذکر کیا جاوے پھر ان تمام باتوں پر وہ کسی کے سلام کا بھی آرزو مند نہیں - اس کے اخلاق میں اخلاق اللہ کا نمونہ دیکھا ہے اسکے کسی حکم کی خلاف ورزی یا اسکی تعمیل میں سستی ہوئی ہے مگر مجھے کوئی حاجت اسکے متعلق پیش آئی ہے تو اس نے اشارۃً یا کنایۃً بھی اسکا ذکر نہیں کیا - اب بتاؤ کہ خلافت کی مسند اس قسم کے

رنگ سے رنگین شخص کیلئے سزاوار ہو سکتی ہے یا ہر شخص کیلئے ؟ اس پر وہ خاموش ہو گئے تھے - یہ تو ضمنی بات تھی ذوق سخن نے راہ میں لا ڈالا - اصل بات جسکو میں بیان کرنا چاہتا تھا وہ یہ تھی کہ حضرت نے اپنی علالت کے ایام کے تمام اخراجات کو ادا کر دیا - اس ضمن میں شیخ تیمور صاحب نے پوچھا کہ نواب صاحب کے ہاں سے کچھ چوزے آتے تھے - کیا انکی قیمت بھی دیدوں ؟ فرمایا نواب صاحب کی بات خاص ہے اسے رہنے دو - میں اس خصوص میں نواب صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں کہ حضرت نے انکی اس خدمت کو قبول فرمایا -

اظہار شکر گذاری کی روح

حضرت کی عادت میں نے ہمیشہ اس بات کو مد نظر رکھا ہے کہ آپ میں اظہار شکر گذاری کی ایسی عادت ہے کہ بعض وقت حیران ہونا پڑتا ہے - یہ بات پیدا نہیں ہو سکتی - جب تک انسان اللہ تعالیٰ کے شکر میں تر زبان نہ رہتا ہو - کیونکہ یہ بالکل سچی بات ہے من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ جس شخص نے لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کیا وہ خدا کا بھی شکر گذار نہیں ہو سکتا اسلئے کہ انسان تو ایک ہستی ہے جس کو انسان دیکھتا ہے اور اللہ تو بہر حال اسکے لئے فی الغیب ہے پس جو شخص اپنے ہم جنس کا شکر گذار نہیں ہو سکتا - وہ خدا تعالیٰ کا کب شکر گذار ہو سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت کی عادت ہے کہ آپ کوئی معمولی سا کام آپ کے لئے کریں تو آپ جزاک اللہ کہیں گے اور دعا دینگے اور لفظاً بھی اظہار سپاس کریں گے اس حالت میں جن لوگوں نے آپ کی خدمت کی خصوصاً ڈاکٹر صاحبان آپ نے خصوصیت سے ان کے شکریہ کا اعلان کرنا مناسب سمجھا - ڈاکٹر صاحبان یا دوسرے خدام نے اگر آپ کی خدمت کی تو اپنا فرض ادا کیا اور یہ انکی سعادت تھی کہ انہیں آپ کی خدمت کا کوئی موقعہ ملا - اور اگر آپ انکے شکریہ کا ذرا بھی اظہار نہ کرتے تو ان کے لئے ذرا بھی محل افسوس نہیں ہو سکتا تھا - مگر اس مخلص روح نے گوارا نہیں کیا کہ اپنی فطرت سلیمہ کے خلاف کرے - جو اعلان شکر گذاری شائع ہوا ہے وہ اس امر کی بیّن شہادت ہے کہ آپ جہاں اپنے مولیٰ کے لئے شکر گذاری کا جوش رکھتے ہیں اسکی مخلوق کی خدمت گذاری پر بھی اسکا اعتراف اپنی شان کے مناسب سمجھتے ہیں " - اس طرز عمل سے آپ نے بتا دیا کہ کسی کی خدمات کو حقیر نہ سمجھا جاوے بلکہ اسکا جائز اعتراف کیا جاوے - اس عمل کی قدر اور بھی بڑھ جاتی ہے جبکہ بعض ایسے موقعہ دیکھے جاتے ہیں کہ وہ شخص جسکا شکریہ ادا کیا جاتا یا جسکی خدمات کا اعتراف کیا جاتا ہے " اعتراف خدمات " کی حقیقت سے محض ناآشنا ہے - عبدالسلام آپ کا ایک چھوٹا سا بچہ ہے جو چار پانچ سال سے زیادہ عمر کا نہیں - اس کو حضرت کیساتھ بڑی محبت ہے اور میں حیران ہوتا ہوں - جب میں اسے دیکھتا ہوں کہ وہ حضرت کی بیماری کا احساس رکھتا ہے - اور حضرت کی بعض خدمات اس چھوٹی سی عمر میں کرنے کے لئے جوش رکھتا ہے - بارہا مجھے دیکھا گیا کہ وہ حضرت کے ہاتھ دبانے کے لئے بار بار کوشش کرتا ہے - حضرت کو پانی کی ضرورت ہے تو دوڑ کر خود لینے لگا ہے - حضرت کو سینک دینے کے لئے گرم کردہ اینٹ کی ضرورت ہوئی تو وہ لیکر آتا ہے - غرض اس بچپن کی حالت میں (اللہ تعالیٰ اسکی عمر میں برکت دے اور اسکو قرۃ العین بنائے آمین) وہ عجیب عجیب جوش ہمدردی کی حرکات کرتا ہے - ایک روز حضرت کے ہاتھ کو دبانے لگا - حضرت نے وفور جوش سے فرمایا - " میں بہت خوش ہوں تمہارے لئے بڑی دعا کی ہے " - حضرت کے ان اخلاق اور عادات سے جو بہترین سبق مل سکتے ہیں - ناظرین ان پر غور کریں اور میں بھی انشاء اللہ انہیں اوقات سناتا جاؤنگا "

(عرفانی ایڈیٹر)

سلسلہ صحابہؓ

حضرت سلمان فارسیؓ

حضرت سلمان فارسیؓ
[illegible]

انتساب سے ظاہر ہوتا ہے ایرانی النسل تھے۔ اسلام سے پہلے ان کا نام مآبہ تھا۔ ان کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ مآبہ بن بوذخشان بن مورسلان بن یہبوذان بن فیروز بن سہرک۔ سہرک جن پر ان کے شجرۂ نسب کی انتہا ہوتی ہے۔ آب الملک کی اولاد میں تھے۔ ایک مرتبہ خود حضرت سلمان رضؓ سے ان کا نسب پوچھا گیا انہوں نے سلمان بن اسلام بتلایا۔ لیکن یہ اسلام کی شیفتگی کا اثر تھا۔ کہ وہ اپنے آپ کو صرف اسلام کی طرف منسوب کرنا پسند فرماتے تھے۔ وطنیت کے متعلق اختلاف ہے۔ بعض روایتوں میں ہے کہ رام ہرمز کے رہنے والے تھے بعض روایتوں کا بیان ہے کہ اُن کا وطن جی تھا۔ جو اصفہان کا ایک شہر ہے۔ ان کے اسلام کا قصہ نہایت دلچسپ اور عجیب ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے اجتہادی طور پر اکثر مشہور مذاہب کو خوب جانچ کر اسلام قبول کیا تھا استیعاب میں ہے کہ وہ کچھ اوپر دس برس خدا کی عبادت کرنے کے بعد جناب رسالت پناہ تک پہونچے۔ بہر حال انہوں نے اپنے اسلام کا قصہ خود بیان کیا ہے۔ جو حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت سے ذیل میں درج کیا جاتا ہے کہتے ہیں اصفہان کے ایک گانوں جی کا رہنے والا تھا۔ میرا باپ گاؤں کا دہقان تھا۔ اس کو مجھ سے اس قدر محبت تھی کہ مجھ کو لڑکیوں کی طرح گھر سے نکلنے نہیں دیتا تھا۔ اس زمانہ میں میرا مذہب مجوسی تھا۔ اور میں ایسی آگ کے پاس رہتا تھا جو کبھی بجھنے نہیں پاتی تھی بعض گانوں میں میرے باپ کی جائداد بھی تھی اور وہ ایک مکان کی تعمیر میں مصروف تھا۔ اس بنا پر اس نے مجھے بلا کر کہا بیٹا! میں اس عمارت کی تعمیر میں جیسا کہ تم دیکھتے ہو مصروف ہوں، تم میری جائداد کی طرف چلے جاؤ۔ لیکن وہاں رک نہ رہنا کیونکہ اگر ایسا کرو گے تو میں اپنی تمام جائداد کو چھوڑ کر تمہاری فکر میں ہو جاؤں گا۔ میں اس غرض سے نکلا تو میرا گذر ایک گرجے کی طرف ہوا۔ میں وہاں لوگوں کو نماز پڑھتے دیکھ کر ان کے پاس گیا تاکہ یہ دیکھوں کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ مجھ کو ان کی نماز خوش آئی اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ ان کا مذہب ہمارے مذہب سے بہتر ہے۔ چنانچہ میں غروب آفتاب تک وہاں سے نہ ٹلا۔ اور نہ اپنی جائداد کی طرف گیا اور نہ اپنے باپ کے پاس واپس آیا۔ یہاں تک کہ میرے باپ نے میری جستجو میں آدمی دوڑائے۔ جب عیسائیوں کی نماز مجھے پسند آئی۔ تو میں نے ان سے پوچھا کہ اس مذہب کا مرکز کہاں ہے۔ انہوں نے شام کا پتہ بتایا اسکے بعد میں وہاں سے چلکر اپنے باپ کے پاس آیا اس نے کہا۔ بیٹا تم کہاں تھے۔ میں نے تو پہلے ہی تم سے کہدیا تھا کہ رک نہ رہنا میں نے کہا کہ میرا گذر کچھ لوگوں پر ہوا۔ جو گرجے میں نماز پڑھ رہے تھے۔ مجھکو ان کی نماز اور ان کا مذہب خوش آیا۔ اور مجھے معلوم ہوا کہ ان کا مذہب ہمارے مذہب سے اچھا ہے

اس نے کہا نہیں جیسا تمہارا اور تمہارے آبا و اجداد کا مذہب ہے وہ اُس دین سے افضل ہے۔ میں نے کہا کہ خدا کی قسم ہرگز نہیں اس بنا پر میرا باپ میری طرف سے بدظن ہوا اور میرے پاؤں میں بیڑیاں ڈالکر مجھے قید میں ڈال رکھا۔ میں نے عیسائیوں کے پاس آدمی بھیجکر یہ پیغام دیا کہ میں نے تمہارا مذہب اختیار کر لیا ہے جب تمہارے یہاں کوئی شام کا قافلہ آئے تو مجھے خبر دینا چنانچہ ان کے پاس تاجروں کا ایک قافلہ آیا تو انہوں نے مجھے خبر کی میں نے کہلا بھیجا کہ جب وہ لوگ واپس جانیکا قصد کریں تو مجھے اطلاع دینا چنانچہ جب قافلہ واپس جلنے لگا تو انہوں نے مجھے اس کی اطلاع دی میں بیڑیاں توڑ تاڑ کر نکلا۔ اور ان کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہوا جب شام میں آیا تو میں نے پوچھا تمہارا عالم کون ہے؟ انہوں نے پادری کو بتایا۔ میں نے اس کے پاس جاکر اپنا واقعہ بیان کیا اور گذارش کی کہ میں آپ کی خدمت میں رہکر نماز پڑھنا اور علم سیکھنا چاہتا ہوں کیونکہ میں نے آپکا مذہب قبول کر لیا ہے۔ اس نے مجھے اپنے پاس ٹھیرنے کی اجازت دی۔ چنانچہ میں اس کے پاس رہا لیکن وہ ایک بدترین مذہبی شخص تھا لوگوں کو صدقہ کا حکم اور اسکی رغبت دلاتا تھا لیکن جب لوگ صدقہ کا مال جمع کرتے تھے تو اپنے خزانہ میں رکھ لیتا تھا یہانتک کہ اس کے پاس درہم و دینار کے سات گھڑے جمع ہوگئے تھے۔ چنانچہ جب اس نے انتقال کیا اور لوگ اس کی تجہیز و تکفین کے لئے جمع ہوئے تو میں نے کہا کیا تم لوگوں کو معلوم ہے کہ یہ ایک بدترین شخص تھا۔ چنانچہ میں نے صدقہ کے مال کے متعلق اس کا تمام کارنامہ بیان کیا۔ ان لوگوں نے اس کا ثبوت مانگا میں نے ان ساتوں گھڑے کا سونا اور چاندی نکالکر رکھدیا جب ان لوگوں نے یہ دیکھا تو کہا کہ خدا کی قسم ہم اس کو دفن نہ کریں گے۔ اس کے بعد اس کو سولی پر لٹکایا اور پتھر ملے اور دوسرے شخص کو اس کا قایم مقام مقرر کیا میں نے مسلمانوں کے سوا کسی شخص کو اس سے بہتر اس سے زیادہ زاہد نہیں پایا۔ اس بنا پر میرے دلمیں اُس کی محبت اس قدر پیدا ہوئی کہ اس سے پہلے کسی چیز کی نہ ہوئی تھی لیکن جب اس کی وفات کا زمانہ آیا تو میں نے کہا کہ اب تو یہ وقت آپہونچا آپ میرے لئے کیا فرماتے ہیں؟ اس نے کہا بیٹا میں جس طریقہ پر ہوں اس پر بجز ایک شخص کے جو موصل میں رہتا ہے مجھے کوئی دوسرا نظر نہیں آتا۔ باقی لوگوں نے تو اپنے مذہب کو بالکل بدل دیا ہے۔ چنانچہ جب اس کا انتقال ہو چکا۔ تو میں صاحب موصل کے پاس آیا اور اس کی اس وصیت کا حال بیان کیا۔ اس نے مجھے قیام کی اجازت دی اور میں ایک مدت تک اس طریقہ پر رہا جس پر اس کا پیشرو تھا لیکن جب اس کی موت کا بھی زمانہ آیا تو میں نے کہا اب یہ وقت آپہونچا مجھے آپ کیا وصیت کرتے ہیں؟ اس نے کہا بیٹا جس روش پر ہوں اس پر بجز ایک شخص کے جو نصیبین میں قیام پذیر ہے میری دانست میں کوئی دوسرا نہیں ہے۔ تم اس سے جاکر ملاقات کرو۔ چنانچہ میں اس کے پاس آیا اور اس واقعہ کی خبر دی۔ اور وہاں بھی ایک مدت تک رہا۔ جب اس کی وفات کا بھی وقت آیا۔ تو میں نے عرض کی کہ فلاں فلاں نے مجھ کو فلاں فلاں کی خدمت میں رہنے کی وصیت کی تھی آپ مجھے کہاں جانیکی وصیت کرتے ہیں۔ اس نے کہا کہ میری دانست میں میرے مذہب پر بجز ایک شخص کے جو عموریہ میں ہے۔ کوئی نہیں ہے اگر تمہیں استطاعت ہو تو اس سے جاکر ملو۔ جب اس کا انتقال ہو چکا۔ تو میں صاحب عموریہ سے ملا اور واقعہ بیان کیا۔ اس نے ٹھیرنے کی اجازت دی میں نے وہاں قیام کیا اور اس کو ٹھیک اسی روش پر پایا جس پر اس کے اصحاب تھے۔ میں وہاں ایک مدت تک رہا۔ مجھے وہاں کچھ مال ہاتھ آیا جس سے میں نے گائے اور بکریاں وغیرہ خرید لیں۔ جب اس کی موت کا بھی وقت آیا تو میں نے کہا کہ آپ مجھے کس کے یہاں جانیکا حکم دیتے ہیں؟ اس نے کہا اب اس مذہب و طریقہ پر جس پر ہم سب تھے کوئی نہیں ہے کہ میں تمہیں اس کے پاس جانیکا حکم دوں۔ اب ایک نبی کے مبعوث ہونیکا زمانہ آگیا جو دین ابراہیم کو لیکر مبعوث ہوگا۔ وہ ارض حرم سے اٹھے گا۔ اس کا ٹھکانا کھجوروں والا ایک مقام ہوگا۔ جو پتھریلی زمین کے درمیان میں واقع ہے۔ اگر تم کو قدرت ہو تو اس کے پاس جانا۔ اس کی نشانیاں یہ ہیں کہ وہ صدقہ نہ کھائیگا لیکن ہدیہ قبول کرلیگا اور اس کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔

دوسری روایتوں میں ہے کہ صاحب عموریہ نے اُن سے کہا کہ ایک شخص ارض شام سے دو جھاڑیوں کے درمیان نکلیگا۔ وہ ایک جھاڑی سے دوسری جھاڑی کی طرف ہر سال ایک رات کو نکلتا ہے آیندہ سال بھی ایک خاص رات کو جو عام طور پر معلوم ہے نکلیگا لوگ اس کے پاس آئیں گے۔ وہ بیماریوں کی دوا اور ان کے لئے دعا کریگا۔ اور وہ شفا پائیں گے تم بھی اس کے پاس جانا۔ اور جس شخص کو ڈھونڈتے ہو اس کو پوچھنا۔ چنانچہ میں آیا اور ان دونوں جھاڑیوں کے پاس آدمیوں کے ساتھ ٹھیرا رہا۔ جب وہ رات آئی۔ جسدن وہ ایک جھاڑی سے نکلکر دوسری جھاڑی میں جایا کرتا تھا۔ تو وہ نکلا۔ لوگوں کے ہجوم سے میں رکا رہا۔ یہانتک کہ وہ جھاڑی میں گھسکر مجھ سے بالکل چھپ گیا صرف اُس کے شانے نظر آسکتے تھے۔ میں نے اس کے شانوں کو پکڑا لیکن وہ میری طرف متوجہ نہیں ہوا۔ اور کہنے لگا تمہیں کیا ضرورت ہے؟ میں نے کہا میں آپ سے دین ابراہیم حنیفی کے متعلق کچھ پوچھنا چاہتا ہوں اس نے کہا اس وقت تو اس مذہب کو کوئی نہیں پوچھتا ہو ایک نبی کا زمانہ قریب آیا ہے وہ اس گھر کے قریب نکلیگا۔ اور اس دین کو زندہ کرے گا۔ جس کو تم پوچھ رہے ہو چنانچہ جب میں وہاں سے پلٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور یہ واقعہ بیان کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اگر یہ صحیح ہے۔ تو تم نے عیسےٰ ابن مریم سے ملاقات کی بہر حال واقعہ جو کچھ ہو۔ حضرت سلمان رضؓ نے عموریہ سے لوٹ کر رسول اللہ تک پہونچنے کا واقعہ اس طرح بیان کیا ہے کہ قبیلہ بنو کلب کا ایک قافلہ گذرا۔ میں نے ان کے وطن کا پتہ پوچھا۔ ان لوگوں نے مجھے اس کا نام بتایا۔ میں نے ان سے کہا کہ میں تمہیں اپنی بکریاں

اور کہا میں اس شرط پر دیتا ہوں کہ مجھکو بھی اپنے وطن تک لیجاؤ۔ اُن لوگوں نے مجھے سوار کر لیا اور مجھے وادی القریٰ میں لائے وہاں مجھ غلام بنا کر ایک یہودی کے ہاتھ بیچ ڈالا میں نے اس جگہ کھجور کے درخت دیکھے اور میرے دل میں یہ تمنا پیدا ہوئی کہ یہ وہی سرزمین تو نہیں ہے جس کا مجھکو نشان دیا گیا ہے۔ اس کی تصدیق ابھی تک نہیں ہوئی تھی لیکن کھجور کے دیکھنے سے میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہوئی تھی۔ میں نے وہاں قیام کیا۔ یہاں تک کہ بنی قریظہ کے یہودیوں میں سے ایک شخص اس کے پاس آیا۔ اور اس سے مجھے خرید لیا وہ مجھے لیکر مدینہ میں آیا اور ان نشانیوں کی بنا پر جو صاحب عموریہ نے مجھکو بتائی تھیں۔ میں نے مدینہ کو فوراً پہچان لیا۔ اور مجھے یقین ہو گیا کہ یہ وہی سرزمین ہے جسکا پتہ مجھ کو دیا گیا ہے۔ میں اس شخص کے یہاں ایک نخلستان میں کام کرتا تھا۔ اسی زمانہ میں رسول اللہ مبعوث ہو گئے۔ لیکن مجھپر آپ کا حال مخفی رہا چنانچہ جب آپ مدینہ میں تشریف لائے اور قبا میں بنی عمرو بن عوف کے یہاں اترے تو میں ایک کھجور کے درخت پر چڑھا ہوا تھا اور اس کے نیچے میرا آقا بیٹھا ہوا تھا۔ اسی حالت میں ایک یہودی جو میرے آقا کا چچا زاد بھائی تھا آیا۔ اور اس کے پاس کھڑا ہو کر بیان کیا کہ خدا بنی قیلہ کو ہلاک کرے کہ وہ ایک شخص پر جو قبا میں مقیم ہے اور مکہ سے آیا ہے ٹوٹے پڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ پیغمبر ہے خدا کی قسم اس کے اس کہنے کے ساتھ ہی مجھے لرزہ سا آ گیا اور درخت ہلنے لگا یہاں تک کہ مجھے خیال پیدا ہوا کہ میں اپنے آقا کے اوپر گر پڑوں گا اس کے بعد میں جلدی سے اترا۔ اور اس سے اس خبر کو پوچھنے لگا میرے آقا نے ہاتھ اوٹھا کر مجھے ایک طمانچہ مارا اور کہا کہ تمہیں اس سے کیا مطلب تم اپنا کام کرو۔ میں نے کہا کہ مجھے صرف اس خبر کی تصدیق کرنی تھی۔ اس نے کہا نہیں تم اپنا کام سنبھالو۔ چنانچہ میں اپنا کام کرنے لگا جب شام ہوئی تو میرے پاس جو کچھ مال تھا اسی کو اکٹھا کر کے رسول اللہ کے پاس لایا۔ آپ قبا میں مقیم تھے۔ جب میں وہاں داخل ہوا۔ تو آپ کے پاس چند صحابہ تھے میں نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے پاس کچھ مال نہیں ہے اور آپ کے ساتھ اصحاب بھی ہیں۔ آپ اہل حاجت اور مسافر ہیں میرے پاس کچھ مال تھا جس کو میں نے صدقہ کے لئے رکھ چھوڑا تھا جب مجھے آپ کا حال معلوم ہوا تو مجھے آپ سے اس کا زیادہ کوئی مستحق نظر نہیں آیا اس بنا پر میں یہ مال لایا ہوں یہ کہکر میں نے مال کو رکھدیا رسول اللہ نے صحابہ رضہ کو فرمایا کہ تم اس کو صرف کرو۔ لیکن خود اس کو ہاتھ نہیں لگایا۔ میں نے اپنے دلمیں کہا کہ یہ پہلی نشانی ہے۔ میں وہاں سے لوٹا اور کچھ مال اور جمع کر کے لایا میں نے سلام کر کے کہا کہ مجھے معلوم ہوا کہ آپ صدقہ نہیں کھاتے میرے پاس اور بھی کچھ مال تھا۔ جس کو میں ہدیۃً آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا تھا آج اس کو لایا ہوں۔ چنانچہ اصحاب کیساتھ آپ بھی اس میں شریک ہوئے میں نے اپنے دلمیں کہا کہ یہ دوسری علامت ہے میں لوٹ کر کچھ دنوں کے بعد پھر آیا تو آپ بقیع غرقد میں ایک جنازہ کے ساتھ ساتھ جاتے تھے آپ کے اردگرد آپکے اصحاب رضہ تھے آپ کے پاس صرف دو چادریں تھیں ایک کو اوڑھے ہوئے اور دوسری کا تہ بند باندھے ہوئے تھے میں نے سلام کیا اور ادہر ادہر سے آپ کی پیٹھ دیکھنے لگا۔ جب آپ کو میرا مقصد معلوم ہوا۔ تو چادر پیٹھ سے اوٹھادی اور مجھکو مہر نبوت ویسی ہی نظر آئی جیسا کہ مجھ سے بیان کیا گیا تھا میں اس کے چومنے کے لئے ٹوٹ پڑا۔ اور رونے لگا۔ آپ نے فرمایا ذرا ہٹ چلو میں ہٹ کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا اور اپنا واقعہ بیان کیا۔ رسول اللہ کو یہ واقعہ عجیب تر معلوم ہوا۔ اور آپ نے چاہا کہ صحابہ رضہ بھی اس کو سنیں اس کے بعد میں اسلام لایا لیکن غلامی کیوجہ سے بدر و احد کی لڑائی میں شریک نہ ہو سکا۔ مجھ سے رسول اللہ نے کہا تم مکاتب[1] بن جاؤ۔ میں نے اپنے آقا سے اسکی درخواست کی تو اس نے میری درخواست اس شرط پر قبول کی کہ میں تین سو[2] کھجور کے درخت اس کے لئے لگا دوں اور چالیس اوقیہ چاندی ادا کروں رسول اللہ نے صحابہ رضہ سے فرمایا کہ کھجوروں کے پودوں سے اپنے بھائی کی مدد کرو چنانچہ ہر شخص نے اپنی اپنی حیثیت کے موافق کسی نے تیس کسی نے بیس کسی نے پندرہ کسی نے دس پودے مجھکو دئے۔ آپ نے فرمایا اس کو لیکر چلو اور زمین کھودو۔ جب ان کو بٹھانیکا ارادہ کرنا تو مجھے اطلاع دینا۔ میں ان کو خود اپنے ہاتھ سے بٹھاؤں گا۔ میں نے زمین کھودنے کی تیاری کی تو اور اصحاب نے بھی میری مدد کی۔ اس کے بعد رسول اللہ آئے اور اپنے ہاتھ سے ان کو بٹھانے اور مٹی برابر کرنے لگے اور خدا سے برکت مانگی۔ اس ذات کی قسم جسکے ہاتھ میں سلمان کی جان ہے اس میں سے ایک پودا بھی ضائع نہیں ہوا۔ اب مجھ پر صرف درہم باقی رہ گئے تھے اتفاق سے ایک روز رسول اللہ اپنے صحابہ رضہ کے ساتھ تھے۔ کہ صحابہ میں سے ایک شخص انڈے کے برابر سونا لائے جسکو انہوں نے کسی کان میں سے پایا تھا۔ اور اس کو رسول اللہ پر تصدق[3] کر دیا۔ آپ نے فرمایا آخر سلمان غریب کا کیا حال ہے اس کو بلاؤ۔ چنانچہ میں آیا۔ آپ نے فرمایا۔ اس کو لیجاؤ اور اپنا بدل کتابت ادا کر دو۔ میں نے کہا اتنے میں کیا ہو گا؟ آپ نے فرمایا البقیہ بھی خدا تمہاری طرف سے ادا کر دیگا۔ دوسری روایتوں میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی زبان پر رکھا کہ اس کو لیجا کر اپنا قرض ادا کر دو۔ چنانچہ جب سلمان نے اس کو تولا تو ٹھیک چالیس اوقیہ نکلے بہر حال بدل کتابت ادا کر کے اب وہ آزاد ہو گئے''

[1] اگر آقا راضی ہو جاوے تو غلام کچھ مال ادا کر کے آزاد ہو سکتا ہے'' اس قسم کے غلام کو مکاتب اور مال کو بدل کتابت کہتے ہیں

[2] بعض روایتوں میں پانچسو ہے''

[3] جو لوگ کہتے ہیں کہ صحابہ محض مال غنیمت حاصل کرنے کیلئے ایمان لائے تھے ان کو اس واقعہ سے عبرت حاصل کرنا چاہیئے۔

غزوات

بدر و احد کی لڑائیاں جبوقت واقع ہوئیں حضرت سلمان فارسی غلامی کیحالت میں تھے۔ اس لئے مجبوراً شریک نہوسکے بدل کتابت ادا کر کے جب وہ آزاد ہوئے تو غزوہ خندق پیش آیا۔ اور یہ پہلی لڑائی تھی جس میں وہ شریک ہوئے۔ اس کے بعد تمام لڑائیوں میں عام طور پر شریک ہوتے رہے۔ غزوہ خندق میں حضرت سلمان فارسی ہی کے مشورہ سے خندق کھودی گئی تھی اسکے کھودنے کیلئے انصار اور مہاجرین میں بحث ہوئی انصار کہتے تھے۔ سلمان ہم میں سے ہیں اور مہاجرین ان کو اپنی طرف کھینچتے تھے۔ حضرت سلمان فارسی کی فضیلت اس سے زیادہ کیا ہو سکتی ہے کہ جناب رسول اللہ نے اس جھگڑے کو ان الفاظ میں چکا دیا کہ

سلمان منا اھل البیت۔ "سلمان ہمارے اہلبیت میں سے ہیں"

غالباً کسی مذہب کے بانی نے ایک اجنبی شخص کو اس قدر عزت نہ دی ہو گی کہ اس کو اپنے اہلبیت میں شامل کر لیا ہو۔ یہ مساوات اسلام ہی نے قایم کی تھی اور یہ اُسی کا خاصہ لازمی ہے

اخلاق و عادات

حضرت سلمان فارسی نجید حلیم منکسر المزاج، قانع، رحم دل۔ زہد پیشہ۔ اور فیاض طبع تھے۔ بیت المال سے ان کو چار ہزار درہم ملتے تھے۔ لیکن وہ ان کو تقسیم کر دیتے تھے۔ اور خود اپنے ہاتھ کی کمائی پر بسر کرتے تھے وہ جس زمانہ میں مدائن کے امیر تھے۔ کھجور کی چٹائیاں وغیرہ بنا کر معاش پیدا کرتے تھے۔ چنانچہ کچھ لوگ ان کی طرف گذرے اور یہ حالت دیکھ کر کہا کہ آپ تو یہاں کے امیر ہیں اور آپ کو بیت المال سے وظیفہ بھی ملتا ہے۔ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں انہوں نے کہا میں اپنے کسب کا مال زیادہ پسند کرتا ہوں بعض روایتوں میں ہے کہ ان کا وظیفہ پانچ ہزار تھا۔ اور وہ تیس ہزار آدمیوں کے حاکم تھے۔ لیکن اس حالت میں بھی وہ لکڑیاں چن لاتے تھے۔ اور ان کے پاس صرف ایک عبا تھی جسکا آدھا حصہ بچھاتے تھے اور آدھا پہنتے تھے۔ جو وظیفہ ملتا تھا اس کو تقسیم کر دیتے تھے۔ اور کما کر گذر اوقات کرتے تھے انہوں نے اپنے لئے کوئی مکان نہیں بنایا تھا۔ جہاں کہیں کا گھر ملجاتا اس کے سایہ میں پڑے رہتے۔ ایک مرتبہ حذیفہ رضہ نے ان سے کہا ہم آپ کے لئے گھر کیوں نہ بنادیں۔ انہوں نے فرمایا۔ کیا مجھے بادشاہ بنانا چاہتے ہو؟ کیا میرے لئے ویسا ہی گھر بناؤ گے جیسا کہ تمہارا ایوان میں ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ ہم تمہارے لئے بانس کا گھر بنائیں گے۔ اور اس کی چھت نرکل کی ہو گی۔ وہ اس قدر پست ہو گا کہ جب تم کھڑے ہو گے تو تمہارا سر اس سے لگ جائیگا۔ اور اس قدر تنگ ہو گی کہ جب سونا چاہو گے تو تمہارے پہلو اس کے دونوں کناروں سے مل جائیں گے۔ انہوں نے کہا اب تم نے میرے دل کی بات کہی۔

عمارت اور حکومت سب کو عزیز ہے لیکن حضرت سلمان رضہ کیوجہ سے اس کو ہمیشہ مکروہ سمجھتے تھے۔ ایک بار ان

سے اس کا سبب پوچھا گیا۔ تو فرمایا۔ حلاوۃ رضاعہا ومرارۃ فطامہا۔ یعنی اس کے دودھ کی شیرینی اور دودھ چھوڑنے کی تلخی اسکا سبب ہے۔

عمر بھر کسی سے سوال نہیں کیا۔ زکوٰۃ وخیرات کے مال کھانے سے اس قدر بچتے تھے کہ ایک مرتبہ اُن کے غلام نے درخواست کی کہ مجھے مکاتب بنا دیجئے انہوں نے فرمایا۔ تمہارے پاس کچھ مال ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ تو آپ نے کہا پھر یہ کیونکر ہوگا؟ اس نے جواب دیا کہ میں لوگوں سے سوال کر کے یہ مال ادا کردوں گا۔ آپ نے فرمایا کیا مجھے لوگوں کا دھوون کھلانا چاہتے ہو!۔

وہ زہد و قناعت کی وجہ سے معمولی سے معمولی سامان کو بھی وبال جان سمجھتے تھے وہ جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے۔ تو سعد بن ابی وقاص ان کی عیادت کو آئے۔ حضرت سلمان ان کو دیکھ کر رونے لگے انہوں نے کہا رونے کی کوئی وجہ نہیں۔ رسول اللہ دنیا سے آپ سے بہت خوش تشریف لیگئے آپ قیامت کے دن اپنے ساتھیوں سے ملیں گے۔ اور حوض کوثر پر رسول اللہ سے بھی ملاقات ہوگی۔ حضرت سلمان نے فرمایا خدا کی قسم میں موت کی گھبراہٹ یا دنیا کے طمع سے نہیں روتا۔ لیکن رسول اللہ نے وصیت کی تھی کہ تمہاری معاش ایک مسافر کی زاد راہ سے زیادہ نہ ہونی چاہیئے حالانکہ ہمارے آس پاس یہ سانپ ہیں لیکن جن سامان دنیا کو انہوں نے سانپ کا خطاب دیا تھا۔ وہ صرف ایک پیالہ اور ایک لوٹے کے سوا اور کچھ نہ تھا۔

حضرت سلمان فارسی کا توکل اور انکی قناعت عام طور پر مشہور تھی یہانتک کہ صحابہ ان کی وفات کے بعد بھی خواب دیکھتے تھے:۔

عبداللہ بن سلام کا بیان ہے کہ میں ایک روز دوپہر کے وقت سویا ہوا تھا۔ مجھے نیند آگئی تو سلمان آگئے اور سلام کیا میں نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا کہ تم نے کیسا گھر پایا انہوں نے کہا نہایت عمدہ توکل اختیار کرو کیونکہ توکل نہایت عمدہ چیز ہے اور اس جملہ کو بار بار دوہراتے رہے:۔

رحمدلی کی یہ کیفیت تھی کہ اپنے غلاموں سے دو کام لینا کبھی نہیں گوارا فرماتے تھے۔ ایک دفعہ ایک شخص ان کے پاس آیا۔ وہ اس وقت آٹا گوندہ رہے تھے اس نے کہا آپ کا خادم کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا ہم نے اس کو ایک ضرورت کے لیئے بھیجا ہے اس بنا پر ہم نے یہ پسند نہیں کیا کہ اس پر دو کام کا بار ڈالا جائے:۔

حلم و خاکساری کا تو وہ گویا مجسم نمونہ تھے وہ مدائن کے امیر تھے ایک مرتبہ نکلے تو ایک شخص بانس کا بوجھ لیے جاتا تھا۔ اس سے ان کے جسم میں خراش آگئی۔ چنانچہ اس کے پاس آکر اس کا بازو ہلاکر کہنے لگے۔ جب تک جوانی کا لطف نہ اٹھا لو۔ خدا تمہیں زندہ رکھے:۔

ایک مرتبہ ایک شخص شام سے انجیر کا گٹھا لیے آتا تھا۔ اس نے حضرت سلمان فارسی کو دیکھا تو اُن کے بدن پر صرف ایک چھوٹی سی عبا تھی اسکو چونکہ یہ معلوم نہ تھا کہ مدائن کے حاکم یہی ہیں اس لیئے اس نے بلاکر کہا کہ یہاں آؤ۔ یہ بوجھ اٹھا لے چلو۔ حضرت سلمان کو بوجھ لیئے جاتے ہوئے لوگوں نے دیکھا تو اس سے کہا یہ تو یہاں کے امیر ہیں اس نے کہا مجھے کیا معلوم تھا؟ حضرت سلمان نے فرمایا جب تک اس کو تمہارے گھر تک نہ پہونچا دوں گا ہرگز نہ اوتاروں گا۔

ایک بار ایک شخص نے گھاس خریدی۔ وہ حضرت سلمان کو نہیں جانتا تھا۔ اس نے ان کے سر پر وہ گھاس لاد دی وہ راستے سے گذرے تو لوگوں نے کہا آپ کے بدلے ہم اس کو اٹھا لیتے ہیں۔ اس نے پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ رسول اللہ کے صحابی ہیں۔ اس نے معذرت چاہی۔ مگر انہوں نے کہا کہ میں نے تو یہ نیت کر لی ہے کہ تمہارے گھر تک پہونچا دوں گا۔

ایک دفعہ وہ فوج کے امیر ہو کر گئے۔ فوج کے نوجوانوں کے پاس ہو کر گذرے۔ تو ان سبہوں نے ان کی ہنسی اڑائی ایک شخص نے کہا آپ سنتے ہیں کہ یہ کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا ان سے درگذر کرو خیر و شر کا فیصلہ قیامت کے دن ہوگا۔

وہ اگرچہ مدائن کے امیر تھے لیکن جب کبھی نکلتے۔ تو لوگ کہتے "کرک آمد کرک آمد" وہ پوچھتے کہ یہ کیا کہتے ہیں تو لوگ کہتے کہ یہ سب آپ کو گڑیا سے تشبیہ دیتے ہیں لیکن وہ ان سے درگذر کرتے۔

لیکن باوجود اس زہد۔ حلم و انکسار کے ان میں رہبانیت کا شائبہ تک نہ تھا۔ اور صرف یہی نہیں کہ خود رہبانیت سے بچتے بلکہ دوسروں کو بھی اس سے بچانے کی کوشش کرتے حضرت ابوالدردا سے رسول اللہ نے ان کی مواخاۃ کرادی تھی۔ ایک دن حضرت ابوالدردا کی بیوی نے ان سے شکایت کی کہ وہ رات بھر تو نماز پڑھتے ہیں اور دن کو روزے رکھتے ہیں (یعنے میرا حق ادا نہیں کرتے) اس لیئے حضرت سلمان نے وہ رات وہیں بسر کی۔ جب ابوالدردا نماز کو اُٹھے تو انہوں نے روک لیا صبح ہوئی تو کھانا تیار کروایا۔ اور جب تک ابوالدردا نے روزہ نہ افطار کر لیا وہاں سے نہ ٹلے۔ ابوالدردا رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آپ نے فرمایا۔ سلمان تم سے زیادہ عالم ہیں۔ اعتدال کے ساتھ عبادت کرو

مناقب

حضرت سلمان کو زہد۔ عبادت۔ حلم وانکسار اور اخلاق حسنہ کی وجہ سے وہ درجہ حاصل تھا جو اکثر صحابہ کو نہ حاصل ہوا ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت تین شخصوں یعنی علی۔ عمار۔ اور سلمان کی مشتاق ہے حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ سلمان کو رسول اللہ سے وہ قربت حاصل تھی ابتدائے ہجرت میں جب تک آیت میراث نازل نہیں ہوئی تھی رسول اللہ باہم صحابہ میں رشتہ اخوت قایم کرا دیتے تھے اور جن لوگوں میں یہ رشتہ قایم ہو جاتا تھا ان میں باہم وراثت جاری ہو جاتی تھی۔ اسی کا نام مواخاۃ ہے۔

تھی کہ قریب تھا کہ ہم لوگوں پر غالب آجائیں۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔ کہ سلمان کو آخر و اول کا علم حاصل ہے وہ ایک ایسا دریا ہیں جو کبھی خشک نہیں ہو سکتا وہ اہلبیت میں سے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر کا وظیفہ ساڑھے تین ہزار اور حضرت سلمان فارسی کا چار ہزار رہتا۔ لوگوں نے حضرت عمر سے پوچھا کہ ان کو آخر امیر المومنین کے بیٹے پر کیا فضیلت ہے جو ان کا وظیفہ زیادہ مقرر کیا گیا ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا سلمان جن جن لڑائیوں میں رسول اللہ کے ساتھ شریک ہوئے ان میں ابن عمر نہیں شریک ہوئے:۔

وفات

حضرت سلمان فارسی کی وفات کا واقعہ بھی نہایت عجیب ہے جب ان کی موت کا وقت آیا تو انہوں نے اپنی بیوی سے کہا کہ جو چیز میں نے چھپا رکھی ہے اس کو اُٹھا لاؤ۔ وہ مُشک کی ایک تھیلی اٹھا لائیں۔ حضرت سلمان فارسی نے پیالے میں پانی منگوایا۔ اور مُشک کو اس میں حل کر دیا۔ پھر بی بی سے فرمایا اس کو میرے ارد گرد چھڑک دو کیونکہ میرے پاس ایسی مخلوق آنیوالی ہے جو خوشبو کو پسند کرتی ہے اور کھانا نہیں کھاتی (ملائکہ) اور دروازہ بند کر کے نیچے چلے جاؤ ان کی بیوی تعمیل حکم کر کے تھوڑی دیر تک بیٹھیں تھیں کہ انہوں ایک نہایت آہستہ آواز سنی جاکر دیکھا تو ان کا وصال ہو چکا تھا۔ (الندوہ)

جدید والیسرائے کے نام کھلا خط

مرزا حیرت ایڈیٹر کرزن گزٹ نے جدید والیسرائے کے نام ایک کھلا خط شایع کیا ہے۔ جو اپنے مضمون کے لحاظ سے اس قابل ہے کہ دیسی پریس اس کی پوری تائید کرے۔ اور لارڈ ہارڈنگ کی گورنمنٹ سے یہ توقع کرنا بے سود نہیں ہے کہ دیسی پریس کو ان مشکلات سے نجات دی جاوے۔ جس میں وہ بعض برادران وطن کی بے عنوانیوں کی وجہ سے مبتلا ہو گیا ہے۔ جدید قانون کے ذریعہ پریس کی حالت بہت کچھ سنبھل گئی ہے اور پہلے بھی بجز بعض اخبارات کے جو منہ پھٹ تھے عام طور پر اخبارات تحمل سے کام لیتے تھے لیکن اب تو بہت کچھ اصلاح ہو چکی ہے۔ اور اس صورت میں مرزا حیرت کی کھلی چٹھی مناسب وقت اور قابل قدر ہے اور اس لئے اسے درج کرنا میں ضروری سمجھتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔

لارڈ ہارڈنگ ہمارے جدید وائسرائے کے نام کھلا عریضہ

دیر باش اے وقت تو خوش وقت ما خوش کردہٴ
شادزی چندانکہ ہیند پروز مانت انقضاء

مائی لارڈ

اگر آپ درحقیقت اپنی کوئی بڑی سے بڑی اور نمایاں سے نمایاں یادگار ہندوستان میں چھوڑنا چاہتے ہیں تو موجودہ پریس ایکٹ کو بدل دیجئے اور ضمانت کا قاعدہ جو رائج ہو گیا ہے اسے منسوخ کر دیجئے۔ اس قانون کا یہ نتیجہ ہو گا۔ کہ صدہا غریب اخبارات کے گلے پر چھری پھر جائیگی اور وہ ہمیشہ کے